عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۸ | ۲۵ شوال تا ۲ ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۳۹

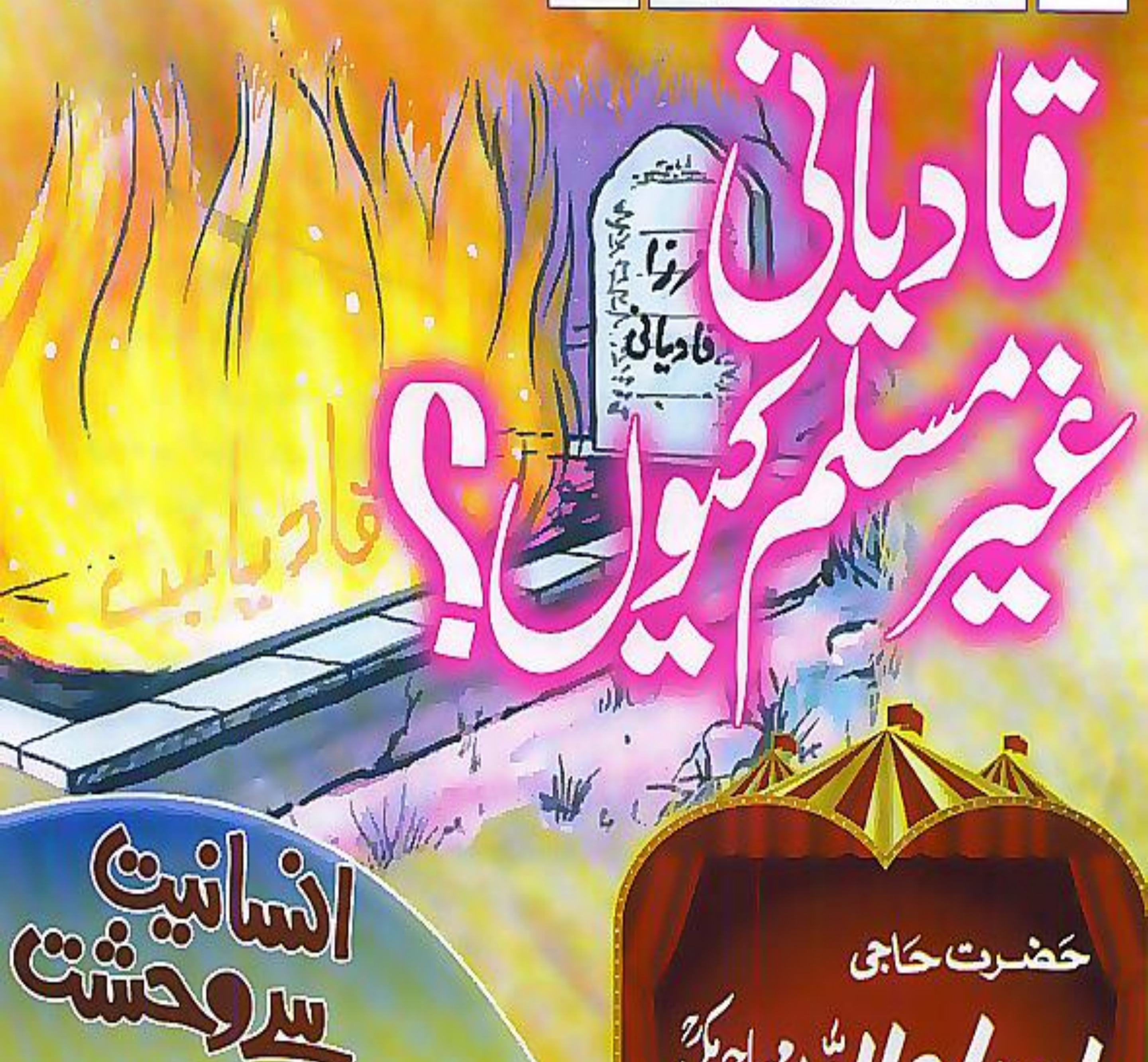

قادیانی غیر مسلم کیوں؟

انسانیت سے وحشت

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.co

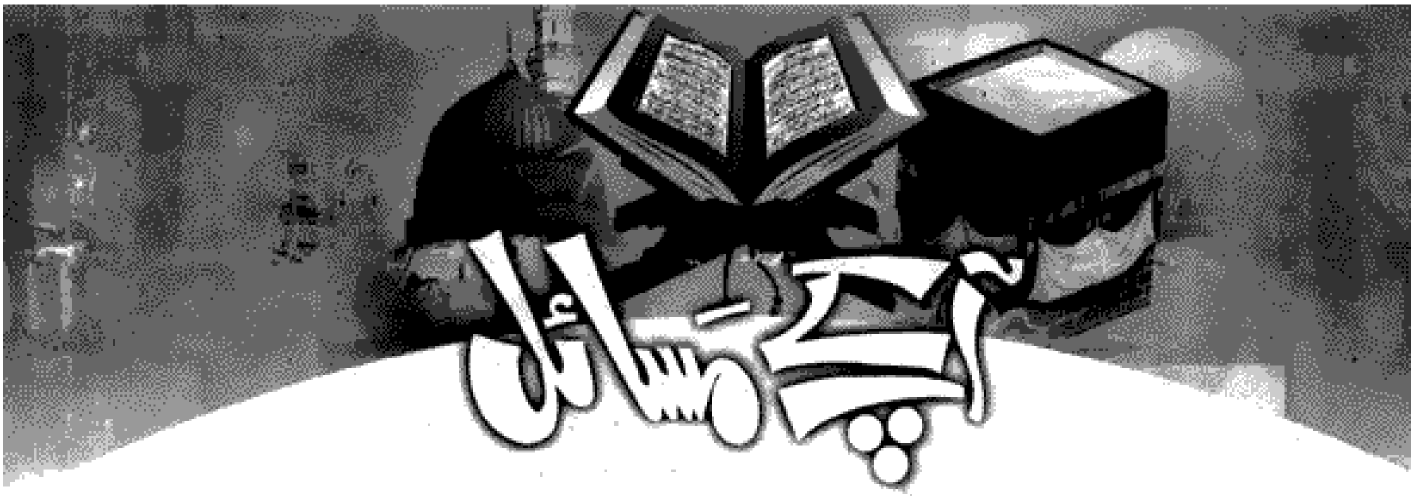

مولانا سعید احمد جلال پوری

سفلی کیا ہے؟

رفیق احمد، کوئٹہ

س:...... سفلی علم سے کیا مراد ہے، اس کا توڑ اور حقیقت کیا ہے؟

ج:...... سفلی سے مراد سحر، جادو، اور ٹونا ہے، جس طرح جادو کے اثرات برحق ہیں اسی طرح قرآنی آیات سے اس کا توڑ بھی کیا جاسکتا ہے اور یہ حق ہے۔ آخری دو سورتیں جن کو معوذتین کہا جاتا ہے یہ جادو کے توڑ کے لئے بے حد مفید ہیں۔

س:...... علم غیب کیا ہے جبکہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: ''غیب کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں، جن کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں۔'' (سورۃ انعام:۵۹)

ج:...... علم غیب کا معنی یہ ہے کہ غیب کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاصل نہیں ہے، جو علم کسی ذریعے سے آیا ہو اس کو علم غیب نہیں کہتے، اس کو اطلاع علی الغیب کہتے ہیں۔ لہٰذا حضرات انبیاء کرامؑ کو بذریعہ الہام یا کشف جو علم حاصل ہوتا ہے، اس کو علم غیب کہنا صحیح نہیں ہے، یہ اطلاع علی الغیب ہے۔

س:...... شرک اور بدعت سے کیا مراد ہے؟

ج:...... اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک ٹھہرانا یہ شرک ہے اور دین کے نام پر کسی ایسی شے کو دین میں داخل کرنا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کے دور میں نہ تھی وہ بدعت ہے۔

نفسیاتی مریض کی طلاق

امین صدیقی، کراچی

س:...... ایک شخص نفسیاتی مریض ہے، اکثر اسے دورے پڑتے ہیں، جنونی کیفیت میں وہ مغلظات بکتا ہے، سوال یہ ہے کہ ایسی حالت میں اگر وہ اپنی بیوی کو طلاق دے اور تین سے زائد لفظ طلاق بولے تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

ج:...... اگر وہ واقعی ایسا ہے اور جب اسے دورہ پڑتا ہے تو وہ ہوش و حواس میں نہیں ہوتا اور وہ پاگل و مجنون ہوتا ہے تو اس کی طلاق کا اعتبار نہیں ہے۔ بہر حال اس کی اسی کیفیت اور تفصیلات کو کسی مستند مفتی کے سامنے بیان کرکے فتویٰ حاصل کیا جائے۔

وراثت کی تقسیم میں تاخیر

صفدر احمد، کراچی

س:...... میرے والد صاحب کا انتقال ہوچکا ہے، انتقال کے بعد ہمارے بھائی صاحب نے سب بھائیوں کے دستخط لے کر ہیرشپ سرٹیفکیٹ کے لئے ایک آدمی کے حق میں سب کو پاور آف اتھارٹی دینی ہوتی ہے۔ والد کے انتقال کو دو سال کا عرصہ ہوگیا ہے اور ہمارے بھائی صاحب کا کہنا ہے کہ ترکے کی تقسیم نہیں کروں گا، مختلف بہانے بنادیتا ہے اور اس جائیداد کو اپنے استعمال میں لارہے ہیں، جبکہ ہم دیگر بھائی کرائے کے مکان میں رہ رہے ہیں۔ کیا ہمارے بھائی کا یہ فعل درست ہے؟ جائیداد کی تقسیم شریعت کی رُو سے کس طرح ہوگی؟

ج:...... میت کے انتقال کے بعد اس کی جائیداد اس کے زندہ ورثا کی ملکیت میں چلی جاتی ہے، اس لئے فوراً وراثت تقسیم کرکے ہر وارث کو اس کا حصہ دے دینا چاہئے، آپ کے بھائی کا طرز عمل غلط ہے، پھر سب وارثوں کی جائیداد کو اپنے قبضہ و استعمال میں لانا حقوق العباد ہے، اس کو چاہئے کہ فوراً وراثت تقسیم کردے ورنہ کل قیامت کے دن اس کو ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا، عین ممکن ہے کہ اس ظلم کے بدلے اس کی نیکیاں دوسرے نہ لے جائیں۔

غسل خانے کی چپل باہر لانا

مدثر جمیل، لاہور

س:...... جو چپل یا جوتے غسل خانے میں استعمال کرتے ہیں اور وہی باہر کمرے میں لے آتے ہیں کیا اس فرش پر نماز اور تلاوت قرآن پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... اگر غسل خانہ پاک ہے تو کوئی حرج نہیں، تاہم پاکیزگی کا تقاضا ہے کہ احتیاط ہونی چاہئے اور ننگے فرش پر نماز کے بجائے مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کی جائے، کیونکہ عام طور پر غسل خانے پاک کم ہی ہوا کرتے ہیں۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

کراچی

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۲۵شوال تا ۲ذوالقعدہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶تا۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء شمارہ:۳۹

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حرمین کے تقدس کو بچایئے!	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
قادیانی...غیر مسلم کیوں؟ تحقیق وجائزہ	۸	کاشف حفیظ صدیقی
حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ	۱۳	اسرار شاہد
کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا؟	۱۶	مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ
آپ حج کیسے کریں؟	۱۷	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
علمائے کرام اللہ کے فوجی ہیں	۲۱	مرسلہ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا اسرار الحق" کا سانحہ ارتحال	۲۳	شبیر احمد نوری القادری
انسانیت سے وحشت	۲۵	مولانا شمس الحق ندوی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا،کینیڈا،آسٹریلیا:۹۵ڈالر،یورپ،افریقہ:۷۵ڈالر،سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات،بھارت،مشرق وسطیٰ،ایشیائی ممالک:۲۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے
چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت،اکاؤنٹ نمبر 8-363اور اکاؤنٹ
نمبر 2-927الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ،ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس:۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

مصائب پر صبر کرنا

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اور ظاہری فرق ان دونوں میں یہ ہے کہ صلحاء پر جو مصائب و تکالیف آتی ہیں ان کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ شانہٗ سے اِنقباض نہیں ہوتا، بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ سے تعلق و محبت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، ان پر اپنی بندگی و بے چارگی اور حق تعالیٰ کی مشیت کاملہ کی کارفرمائی مزید واضح ہوجاتی ہے، اور اس کی وجہ سے ان پر اسرار عجیبہ کھلتے ہیں، حضرت پیرانِ پیر شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے:

''جب بندہ کسی بلا میں مبتلا کیا جاتا ہے تو پہلے وہ خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے، اگر نجات نہیں پاتا تو مخلوقات میں سے اوروں سے مدد مانگتا ہے، مثلاً: بادشاہوں یا حاکموں یا دُنیاداروں یا امیروں سے، اور دُکھ درد میں طبیبوں سے، جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف دُعا اور گریہ وزاری و حمد و ثنا کے ساتھ رُجوع کرتا ہے، (یعنی) جب تک اپنے نفس سے مدد مل جاتی ہے، خلق سے رُجوع نہیں کرتا، اور جب تک خلق سے مدد مل جاتی ہے خدا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، پھر جب خدا کی طرف سے (بھی) کوئی مدد نظر نہیں آتی تو (بے بس ہوکر) خدا کے ہاتھوں میں آرہتا ہے، اور ہمیشہ سوال و دُعا اور گریہ وزاری اور ستائش و اظہارِ حاجت مندی اُمید و بیم کے ساتھ کیا کرتا ہے، پھر خدا اس کو دُعا سے (بھی) تھکا دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا، یہاں تک کہ کل اسباب (منقطع ہوجاتے ہیں، اور وہ سب) سے علیحدہ ہوجاتا ہے، اس وقت اس میں (اَحکام) قضا و قدر کا نفاذ ہوتا ہے، اور اس کے اندر (خدا اپنا) کام کرتا ہے، تب بندہ کل اسباب و حرکات سے بے پروا ہوجاتا ہے، اور رُوح صرف رہ جاتی ہے، اسے فعلِ حق کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، اور وہ ضرور بالضرور صاحبِ یقین موحد ہوتا ہے، قطعی طور پر جانتا ہے کہ درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی (کچھ) کرنے والا ہے اور نہ حرکت و سکون دینے والا، نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں اچھائی و بُرائی، نفع و نقصان، بخشش و حرمان، کشائش و بندش، موت و زندگی، عزت و ذلت، تونگری و فقر، اس وقت (اَحکام قضا و قدر) میں بندے کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے شیر خوار بچہ دایہ کی گود میں، یا مُردہ، غسال کے ہاتھ میں، یا (چوگان کا) گیند، سوار کے قبضے میں، کہ اُلٹا پلٹا جاتا ہے اور بگاڑا بنایا جاتا ہے، اس میں اپنی طرف سے کوئی حرکت نہیں، نہ اپنے لئے، نہ کسی اور کے لئے، یعنی بندہ اپنے مالک کے فعل میں اپنے نفس میں غائب ہوجاتا ہے، اور اپنے مالک اور اس کے فعل کے سوا نہ کچھ دیکھتا سنتا ہے، نہ کچھ سوچتا سمجھتا، اگر دیکھتا ہے تو اس کی صنعت، اور اگر سنتا ہے تو اسی کا کلام، اس کے علم سے (ہر چیز کو) جانتا ہے، اس کی نعمت سے لطف اُٹھاتا ہے، اس کے قرب سے سعادت پاتا ہے، اس کی تقریب (جاذبہ) سے آراستہ پیراستہ ہوتا ہے، اس کے وعدے سے خوش ہوتا ہے، سکون پاتا ہے، اور اطمینان حاصل کرتا ہے، اس کی باتوں سے مانوس ہوتا ہے، اور اس کے غیر سے وحشت و نفرت کرتا ہے، اس کی یاد میں سرنگوں ہوتا ہے اور جی لگاتا ہے، اس کی ذات پر اعتماد اور بھروسہ کرتا ہے، اس کے نورِ معرفت سے ہدایت پاتا اور اس کا خرقہ و لباس پہنتا ہے، اس کے علومِ عجیب و نادر پر مطلع ہوتا ہے، اس کے قدرت کے اسرار سے مشرف ہوتا ہے، اس کی ذات پاک کی (ہر بات) سنتا اور اسے یاد رکھتا ہے، پھر ان (نعمتوں) پر حمد و ثنا و شکر و سپاس کرتا ہے۔'' (فتوح الغیب، مقالہ:۳، بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت ج:۱ ص:۲۹۲، ۲۹۳، از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ)

لیکن جس پر آفات و مصائب کا نزول بطور قہر و سزا ہو، اس کے قلب میں گھٹن پیدا ہوجاتی ہے، اپنی بدعملیوں پر نظر کرنے اور اپنی حالت کی اصلاح کرنے کے بجائے... نعوذ باللہ... حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے سوءِ ظن میں مبتلا ہوجاتا ہے، یہ حق تعالیٰ شانہٗ کا قہر پر قہر ہے کہ آدمی گرفتارِ بلا ہونے کے بعد بھی توبہ و انابت کا راستہ اختیار نہ کرے، بلکہ اپنے منعمِ حقیقی سے برگشتہ ہوجائے اور حرفِ شکایت زبان پر لائے۔

اس حدیثِ پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی شخص کا مصائب و تکالیف اور تنگی و بیماری میں مبتلا ہونا اس کے مردود ہونے کی علامت نہیں، اس میں بہت سے لوگ غلطی کرتے ہیں اور کسی کو تکلیف اور مصیبت میں دیکھ کر اس پر طعن کرتے ہیں، یہ بہت ناشائستہ حرکت ہے۔ (ختم شد)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

حرمین کے تقدس کو بچائیے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

گزشتہ شمارہ:۳۷، میں ہم نے لکھا تھا کہ حکومت پاکستان اور وزارت مذہبی امور نے جہاں اور بہت سی کمپنیوں اور پرائیویٹ ٹور آپریٹرز کو حج کوٹے الاٹ کئے ہیں، وہاں ایک قادیانی کمپنی خالد موٹو ٹریول ایجنسی کو بھی حج کوٹہ جاری کیا ہے، جبکہ اس کمپنی کا مالک ملک قسیم الدین مشہور قادیانی ہے اور پاکستان نیشنل اسمبلی کا سابق رکن رہا ہے، ہم نے لکھا تھا کہ حکومت پاکستان کو چاہئے کہ فوراً اس قادیانی کمپنی کا کوٹہ منسوخ کرے اور حرمین کو اس استعماری گروہ اور اس کی سازشوں سے آلودہ کرنے کا سبب نہ بنے، مگر افسوس کہ حکومت کی جانب سے اس پر کوئی کارروائی ہوتی دکھائی نہ دی تو احباب کا مشورہ ہوا کہ سعودی سفارت خانہ سے رجوع کیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ کی بھی اپنی سی کوشش کی گئی، اس کے ساتھ ساتھ ایک رائے یہ بھی آئی کہ ”موسسہ مطوفی جنوبی آسیا“ جو سعودی عرب کا ایک بااختیار ادارہ ہے، اس کو خط لکھا جائے، اسی طرح سعودی عرب کے دیگر ذمہ داروں کو بھی اس طرف متوجہ کرکے اپنا فرض ادا کیا جائے، چنانچہ ذیل کا مکتوب اسی سلسلہ کا ہے جو افادۂ عام کے لئے ہفت روزہ کے اداریہ کی جگہ پیش کیا جارہا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ قارئین کرام سے درخواست ہے کہ ان میں سے جو بھی اس سلسلہ کی کوئی خدمت انجام دے سکتے ہوں، ان سے دریغ نہ کریں اور اس دینی فریضہ کی انجام دہی اور بجا آوری میں ہماری مدد اور معاونت فرمادیں اور اس فتنہ کی غلاظت سے حرمین کی زمین کو آلودہ ہونے سے بچائیں اور مرکز اسلام اور مہبط وحی میں اس ملعون فتنہ کے داخلہ پر پابندی کی ممکنہ سعی و کوشش فرمادیں، لیجئے رئیس موسسہ مطوفی جنوبی آسیا کے نام عرض داشت ملاحظہ ہو:

”بخدمت جناب استاذ محمد امین کاتب رئیس مطوفی حجاج، جنوب آسیا، سعودی عرب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! جیسا کہ آنجناب کو معلوم ہے کہ آج سے کوئی ایک سو سال قبل ہندوستان میں برطانوی استعمار کی تحریک اور اشارہ پر ہندوستان کی ملعون بستی قادیان کے غلام ابن غلام مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیلمۂ کذاب کی اقتدا میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور مسلمانوں کو مرتد بنانے اور ان کا دین و ایمان غارت کرنے اور ان کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت سے کاٹ کر

اپنے پیچھے لگانے کی ناپاک سازش اور مذموم تحریک شروع کی۔

دراصل انگریز ملعون کو اس بات کا احساس بلکہ یقین تھا کہ جب تک مسلمان دین، ایمان، قرآن، اسلام اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وابستہ رہیں گے اور جب تک ان میں جذبہ جہاد رہے گا، اور جب تک وہ نبی آخر الزمانؐ کے ساتھ منسلک رہیں گے، ان کو فتح کرنا نہ صرف مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے، اس لئے انہوں نے مسلمانوں کو قرآن، صاحب قرآن سے برگشتہ کرنے اور ان کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنے اور انگریز کی وفاداری پیدا کرنے کے لئے ایک خاص منصوبہ اور سازش کے تحت اپنے زرخرید غلام، غلام احمد قادیانی کو بطور نبی کے متعارف کرایا۔ جس نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام تک کی توہین وتنقیص کی، اسلامی عقائد واعمال میں شکوک وشبہات پیدا کئے اور انہیں مسلمات دینیہ سے منحرف کرنے کی ناپاک کوشش کی، چنانچہ اس ملعون نے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی، رسول، اور محمد رسول اللہ بلکہ تمام انبیاء کرام سے افضل وبرتر باور کرایا اور اپنے آپ کو قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے والے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام دیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکباز والدہ حضرت مریم پر الزام لگایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین نانیوں اور دادیوں کو زناکار کہا، اپنی وحی کو قرآن سے افضل قرار دیا، اپنی وحی کو قرآن کے ہم پلہ قرار دے کر اس کے مجموعہ کو ''تذکرہ'' کا نام دیا، اپنی بیویوں کو امہات المومنین کا درجہ دیا، اپنے ماننے والوں کو صحابہ کا درجہ دیا، اپنے شہر قادیان کو مکہ اور مدینہ سے افضل قرار دیا، اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ کہا، اپنے ماننے والوں کو مسلمان اور انکار کرنے والوں کو کافر بلکہ جنگل کے خنزیر، کتے اور ان کی عورتوں کو کتیاں اور زنا کار وبدکار قرار دیا۔ الغرض اس ملعون نے پورے اسلام کی عمارت کو ڈھادینے کا منصوبہ بنایا اور انگریزوں کی شان میں قصیدے کہے بلکہ زمین وآسمان کے قلابے ملائے اور اپنی جھوٹی نبوت کو ثابت کرنے کے لئے قرآن میں تحریف کی، احادیث کا انکار کیا، بلکہ پوری شریعت کی منسوخی کا اعلان کیا۔ چونکہ اس وقت ہندوستان میں انگریزوں کا تسلط تھا اور انگریزی حکومت اس کی مکمل حامی وسرپرست تھی، اس لئے یہ فتنہ بڑھتا رہا۔

مگر بایں ہمہ ہندوستان کے مسلمانوں، خصوصاً علماء کرام نے اس فتنہ کا ہر میدان میں ڈٹ کر مقابلہ کیا اور حق وباطل اور سچ و جھوٹ میں امتیاز کر کے مسلمانوں کے دین وایمان کا تحفظ کیا۔ بہر حال ۱۹۰۸ء میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنی منہ مانگی وبائی ہیضہ کی موت مر گیا، مگر اس کا برپا کردہ فتنہ باقی رہا، تقسیم ملک کے بعد یہ فتنہ پاکستان آ گیا اور اس کے پیروکاروں نے مسلمانوں کا دین وایمان غارت کرنے کی ناپاک مساعی جاری رکھیں مگر مسلمان ان کی شرارتوں اور سازشوں سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں رہے، اس دوران قادیانیوں کی چیرہ دستیوں اور جارحیت کے جواب میں کئی ایک تحریکیں بھی چلیں اور مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بھی بنایا گیا، مگر مسلمانوں نے ان کا تعاقب جاری رکھا، تاآنکہ پورے ایک سو سال کی مسلسل جدوجہد کے بعد ۱۹۷۴ء میں پاکستان نیشنل اسمبلی نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو، جو اپنے آپ کو احمدی بھی کہتے ہیں، غیر مسلم اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کیا۔ نہ صرف پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ کیا بلکہ رابطہ عالم اسلامی میں بھی ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ جس کی برکت سے ان کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں پر کسی قدر قدغن اور روک لگ گئی اور ان کا حرمین میں داخلہ بھی بند کر دیا گیا۔

چونکہ قادیانی انگریزی استعمار کے ایجنٹ اور ان کے مفادات کے محافظ ہیں، اس لئے ان کا ہر اس ملک سے دوستی اور محبت و الفت کا رشتہ ہے جو مسلمانوں اور عالم اسلام کا بدخواہ اور دشمن ہو۔ یہی وجہ ہے کہ روز اول سے قادیانیوں کا ایک مشن اسرائیل میں سرگرم

عمل ہے اور قادیانی اسرائیلی فوج میں شامل ہوکر مسلمانوں اور خصوصاً عربوں کے خلاف برسرپیکار ہیں، اس لئے قادیانیوں کی شروع سے کوشش رہی ہے کہ وہ کسی طرح حرمین میں داخل ہوکر وہاں کے امن وامان کو تہہ وبالا کریں اور اپنی ارتدادی تحریک کو وہاں پروان چڑھائیں اور وہاں بیٹھ کر انگریز اور اسرائیل کے لئے جاسوسی کریں، لیکن بحمداللہ! آج تک پاکستان کے بیدار مغز مسلمانوں اور اسلام دوست حکمرانوں کی برکت سے وہ اپنے اس منصوبہ میں کامیاب نہیں ہوسکے۔

شومیٔ قسمت کہ گزشتہ ایک عرصہ سے جب پاکستان میں لادین اور سیکولرذہن حکمران آئے ہیں قادیانیوں کو کھلی چھوٹ مل گئی ہے اسی لئے قادیانیوں نے مختلف حربوں سے حرمین جانے اور اپنے ایجنٹ بھیجنے کے لئے کئی ایک پرائیویٹ ٹریول کمپنیاں بناکر خفیہ انداز سے قادیانی افراد کو حرمین بھیجنے کا خطرناک منصوبہ شروع کررکھا ہے، چنانچہ ہم اس سلسلہ کی تمام کمپنیوں کی تفصیلات کراچی سے سعودی سفارت خانہ کے سربراہ...... کو عربی اور انگلش میں پیش کرکے اس سلسلہ کی کارروائی کی درخواست کرچکے ہیں، مگر افسوس کہ اس سلسلہ میں کوئی خاطرخواہ کارروائی نہیں کی گئی اور ایسی کمپنیوں سے سعودی سفارت خانہ نے جو معاہدے کئے تھے ان کو منسوخ نہیں کیا گیا، اس سلسلہ کی تفصیلات بھی لف ہذا ہیں۔

اس وقت سب سے پریشان کن صورت حال یہ ہے کہ پشاور کے ایک مشہور قادیانی قسیم الدین خالد کو حکومت پاکستان نے حج کوٹہ جاری کرکے مسلمانان عالم اور خود سعودی عرب پر بہت بڑا ظلم کیا، اس سلسلہ میں ہم نے حکومت پاکستان سے درخواست کی ہے کہ قادیانی غیرمسلم، مرتد اور زندیق ہیں، ان کا حج یا حرمین سے کوئی تعلق نہیں، وہاں جاکر وہ سعودی عرب کا امن وامان تباہ اور وہاں کے مسلمانوں کا دین وایمان خراب کریں گے جیسا کہ آج سے چند سال قبل یورپ سے آمدہ قادیانیوں کی جدہ سے گرفتاری کی خبریں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں، لیکن افسوس کہ حکومت پاکستان کی وزارت مذہبی امور نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔

ہماری آپ سے درخواست ہے کہ آپ پاکستان کے سعودی سفارت خانہ کو احکامات جاری کریں کہ وہ اس قادیانی کمپنی کے ذریعے حج درخواستیں دینے والوں کے ویزے نہ لگائے، اگر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو عالم اسلام اور خود سعودی حکومت کے لئے بہت خطرناک ثابت ہوگا۔

آنجناب سے درخواست ہے کہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس سلسلہ کی فوری کارروائی عمل میں لائی جائے۔

آپ کا یہ عمل جہاں ملک وملت سے وفاداری ہوگی وہاں سعودی حکومت اور امت مسلمہ کی بھی بہت بڑی خدمت ہوگی۔

والسلام

(حضرت مولانا) خواجہ خان محمد (مدظلہ)

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

خدا کرے کہ ہماری یہ درخواست صدا بصحرا ثابت نہ ہو، اوّل تو حکومت پاکستان اور وزارت مذہبی امور اس ملعون ٹریولر کا کوٹہ منسوخ کردے، اگر بالفرض حکومت پاکستان یہ ذمہ داری پوری نہ کرے تو سعودی حکومت اس کی طرف توجہ کرے، اگر خدانخواستہ ایسا بھی نہ ہو تو رئیس مطوفی جنوب آسیا کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ ان ملعونوں کی راہ روک کردینی اور ملی غیرت کا ثبوت دیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

قادیانی... غیر مسلم کیوں ہیں؟ تحقیق و جائزہ

کاشف حفیظ صدیقی

رحمٰن و شیطان کی جنگ تو ازل سے جاری ہے بلکہ اس دن سے جاری ہے کہ جس روز سے ابلیس ملعون نے رب کعبہ کے حکم پر انسان کو سجدہ کرنے سے ہی انکار کر دیا تھا اور حضرت انسان کو گمراہ کرنے کے عزم صمیم کا اظہار کیا۔ شیطان نے اپنے رب سے انسان کی رگوں میں خون کی طرح گردش کرنے کا دعویٰ کیا اور اعلان کیا کہ روز قیامت اپنی تباہی و بربادی سے قبل آدم کی زیادہ سے زیادہ اولاد کو واصل جہنم کروانا چاہتا ہے۔ اس مقصد کے لئے اس نے انسانوں میں سے اپنے نمائندے چنے، جنہوں نے مختلف طریقوں سے دین حنیف پر چلنے والوں کو گمراہ کیا۔ انہی میں سے ایک طریقہ نبوت کے جھوٹے دعوے کا تھا۔

یہ دعویٰ نبوت، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد بھی دنیا کے مختلف حصوں اور کوچوں میں جاری رہا۔ ان میں سے چند بدبختوں کے نام یہ ہیں: اسود، طلیحہ اسدی، مسیلمہ کذاب، سجاح بنت حارث تمیمہ، مختار ابن ابو عبید ثقفی، حارث کذاب دمشقی، مغیرہ بن سعید عجلی، بیان میں سمعان تمیمی، صالح بن ظریف برغواطی، بہادر یہ زوزانی نیشاپوری، اسحٰق اخرس مغربی، استاد سیس خراسانی، یحییٰ بن فارس ساباطی، علی بن محمد خارجی، یحییٰ بن زکریا، علی بن فضل، یحییٰ ابو الطیب احمد بن حسین متنبی، حسین بن حمدان خصیبی یا دور جدید کا محمد یوسف کذاب۔ یہ تمام کے تمام اہل ایمان کے ہاتھوں واصل جہنم ہوئے۔

انگریزوں کی آشیرباد سے بیسویں صدی کے اوائل میں مشترکہ ہندوستان میں جہاد کی صدا کو ختم کرنے کے لئے احمدی کی شکل میں ایک نیا فتنہ سامنے آیا۔ اس فتنے نے گزشتہ سو سال میں مختلف رنگ اور مختلف شکلیں تبدیل کیں۔ ابتدا میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ماننے والوں کی پہچان علیحدہ ملت کے طور پر کرانے کی کوشش کرنے لگا جو مسلم شناخت سے الگ ہو۔ اسی طرح کی کوشش ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے وقت بھی کی گئی، جس کے شدید اثرات پاکستانی مجوزہ سرحدی معاملات پر بھی پڑے مگر آج صورت حال یہ ہے کہ احمدیوں کی پوری کوشش اور کاوش ہے کہ کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو مسلمانوں کی اکثریت میں مدغم کر کے فلسفہ نبوت کے خلاف اپنی سازشیں جاری رکھیں، مگر مسلمانان پاکستان کی ایک عظیم جدوجہد اور قربانیوں کے نتیجے میں دستور پاکستان میں "مسلمان" کی واضح تعریف کی جا چکی ہے جو یہ ہے کہ:

"مسلمان وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی اکملیت پر یقین رکھتا ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری نبی کے بطور مکمل ایمان رکھتا ہو اور ایسے شخص پر ایمان اور تعلق نہ رکھتا ہو جو نبوت کی کسی بھی شکل میں دعویٰ نبوت کرتا ہے اور نبوت کے لفظ کی کسی بھی معنوی لحاظ سے نبوت کا اظہار کرتا ہے۔" اور

"غیر مسلم وہ شخص ہے جو عیسائیت، یہودیت، سکھ، بدھ، پارسی یا قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ سے تعلق رکھتا ہو۔"

یہ تعریف ۱۹۷۴ء میں آئینی ترمیم کے بعد کی گئی، اس طرح اسلام کے تشخص کو منذل کرنے کی ہر کوشش کے دروازے، دریچے، کواڑ، کھڑکیاں اور درازیں بند کر دی گئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسئلہ قادیانیت مذہبی رنگ بھی رکھتا ہے اور اساسی تصور بھی، اس کو ان دونوں تناظر ہی میں دیکھنا، پرکھنا اور برتنا ہوگا۔ الزام برائے الزام سے ہٹ کر دلیل کی قوت اور ثبوت کی طاقت کے ساتھ دور جدید کے ذہنوں کے سامنے رکھنا ہوگا تاکہ ان کو گمراہی سے بچایا جا سکے، جھوٹے پروپیگنڈے کو تحقیق کے ذریعے ہی توڑا جا سکتا ہے۔

رب العالمین نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث کئے، ان کو علم سے نوازا اور انسان کو گمراہی سے بچانے کی تدبیر کی:

"کہو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس تعلیم پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس تعلیم پر جو ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اولاد پر اتاری گئی تھی اور جو موسیٰ، عیسیٰ علیہما السلام اور دوسرے نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئی تھی، ہم ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور ہم اللہ کے مطیع اور فرماں بردار ہیں، پس اگر یہ لوگ بھی اسی طرح ایمان لے آئیں، جس طرح تم

لائے ہوتو وہ سیدھے راستے پر ہیں۔"

(البقرہ:۲: ۱۳۶،۱۳۷)

پھر ہوا یوں کہ حضرت انسان باوجود انبیائے کرام علیہم السلام جیسی پاک ہستیوں کی محنت کے گمراہ گیا، جیسا کہ سورۃ النحل میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ:

"ہم نے (اے محمد) تم سے پہلے مختلف امتوں کی طرف ہدایت بھیجی، مگر اس کے بعد شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے خوشنما بنادیا، چنانچہ آج وہی ان کا سرپرست بنا ہوا ہے اور وہ دردناک سزا کے مستحق ہیں۔"

آخر کار آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے خاتم النبیین، سیدالمرسلین، شفیع المذنبین، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس دنیا میں تشریف لائی، جن کے بارے میں رب کائنات خود کہتا ہے کہ:

"اے نبی ہم نے تم کو گواہ اور خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا ایک روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔" (الاحزاب:۴۵،۴۶)

اور پھر اہل ایمان کو قرآن میں یہ پیغام دے دیا گیا کہ:

"محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔"

(الاحزاب:۴۰)

یعنی یہ اعلان خود رب العالمین کی طرف سے واضح اور صاف الفاظ میں ہے اور اس میں کوئی ابہام نہیں۔ بخاری میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ اس حوالے سے اس طرح سے ملتے ہیں کہ:

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی، مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی، لوگ اس عمارت کے گرد گھومتے پھرتے اور اس کی خوبی پر اظہار حیرت کرتے تھے، مگر کہتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے آنے کے بعد نبوت کی عمارت مکمل ہو چکی ہے، اب کوئی جگہ باقی نہیں ہے، جسے پُر کروانے کے لئے کوئی نبی آئے)۔"

اسی طرح بخاری میں ہے کہ:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کی قیادت انبیاء کیا کرتے تھے، جب کوئی نبی فوت ہوجاتا تو کوئی دوسرا نبی اس کا جانشین ہوتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، بلکہ خلفا ہوں گے۔" (بخاری کتاب المناقب)

قارئین! قادیانیوں کو بنیادی طور پر جو چیز اہل ایمان سے علیحدہ اور جدا کرتی ہے، وہ ہے قادیانیوں کی ختم نبوت کی نئی اور نرالی تفسیر۔ گزشتہ ۱۴ سو سال سے تمام مسلمان بالاتفاق یہ مانتے رہے ہیں اور آج بھی یہی مانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا نہیں۔ ختم نبوت کے متعلق قرآن مجید کی کھلی ہدایت کا یہی مطلب صحابہ کرامؓ نے سمجھا تھا اور ہر اس شخص سے جنگ کی اور مخالفت کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا، پھر یہی مطلب بعد کے ہر دور میں تمام مسلمان سمجھتے رہے ہیں، جس کی بنا پر مسلمانوں نے اپنے درمیان کبھی بھی ایسے شخص کو برداشت نہیں کیا، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے تاریخ میں پہلی بات "خاتم النبیین" کی یہ نرالی تفسیر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم "نبیوں کی مہر" ہیں اور اس کا مطلب (نعوذ باللہ) یہ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب جو بھی نبی آئے گا، اس کی نبوت آپ کی مہر تصدیق لگ کر مصدق ہوگی، اس کے ثبوت میں قادیانی لٹریچر کی بکثرت روایات اور عبارتوں کا حوالہ دیا جاسکتا ہے، مگر ہم صرف تین پر ہی اکتفا کرسکتے ہیں:

۱:...... "خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہوسکتی، جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ مستند ہوجاتا ہے، اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔" (ملفوظات احمدیہ مرتب محمد منظور الٰہی، حصہ پنجم، ص:۲۹۰)

۲:...... "ہمیں اس سے انکار نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، مگر ختم کے معنی وہ نہیں جو "احسان" کا سوادِ اعظم سمجھتا ہے اور جو رسول کریم کی شان اعلیٰ و ارفع کے سراسر خلاف ہے کہ آپ نے نبوت کی نعمت عظمیٰ سے اپنی امت کو محروم کردیا، بلکہ یہ کہ آپ نبیوں کی مہر ہیں، اب وہی نبی ہوگا جس کی آپ تصدیق کریں گے... انہی معنوں میں ہم رسول کریم کو خاتم النبیین کہتے اور سمجھتے ہیں۔" (الفضل قادیان، مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۱۹ء)

۳:...... "خاتم مہر کو کہتے ہیں، جب نبی کریم مہر ہوئے تو اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ مہر کس طرح

سے ہوئے اور یہ مہر کس پر لگ گئی؟“

(الفضل قادیان ۲۲، مئی ۱۹۲۲ء)

آیئے ہم یہاں ذرا تھوڑی دیر رک کر لفظ ”خاتم النبیین“ کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ کا ترجمہ کنزالایمان میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز) نے اس طرح کیا ہے کہ: ”محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں پر پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ: ”محمد باپ نہیں کسی کا تمہارے مردوں میں سے، لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر اور ہے اللہ سب چیزوں کو جاننے والا۔“

آگے چل کر اس کے فوائد میں لکھتے ہیں کہ: یعنی آپ کی تشریف آوری سے نبیوں کے سلسلے پر مہر لگ گئی، اب کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی، یعنی جن کو ملنی تھی مل چکی۔ اس لئے آپ کی نبوت کا دور سب نبیوں کے بعد رکھا ہے... اس طرح نبوت و رسالت کے تمام مراتب و کمالات کا سلسلہ بھی روح محمدی پر ختم ہوتا ہے... مطالعہ کے بعد ذرا تردد نہیں رہتا کہ اس عقیدے کا منکر قطعاً کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔ (دارالتصنیف لمیٹڈ، کراچی)

آپ رتبی اور زمانی لحاظ سے ہر حیثیت میں خاتم النبیین ہیں، جن کو نبوت ملی ہے (شاہ فہد قرآن شریف پرنٹنگ کمپلیکس جدہ)۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس کی تفسیر (معارف القرآن، ج:۷، ص:۱۶۲،۱۶۳) میں تحریر کرتے ہیں کہ: ”اس آیت میں یہ بات بھی قابل نظر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بصفت رسول آیا ہے... تو آیت کا مفہوم یہ ہوا کہ آپ انبیاء کے ختم کرنے والے اور سب سے آخری نبی ہیں، خواہ وہ صاحب شریعت نبی ہوں یا صرف پہلے نبی کے تابع۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی جتنی قسمیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو سکتی ہیں، وہ سب آپ پر ختم ہو گئیں، آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔“

امام ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ”یہ آیت نص صریح ہے اس عقیدے کی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو بدرجہ اولیٰ رسول بھی نہیں، کیونکہ لفظ نبی عام اور رسول خاص ہے اور یہ وہ عقیدہ ہے جس پر احادیث متواترہ شاہد ہیں جو صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کی روایت سے ہم تک پہنچی ہیں۔“

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ”الاقتصاد فی الاعتقاد“ میں آیت مذکورہ کی تفسیر اور عقیدہ ختم نبوت کے متعلق یہ الفاظ تحریر کئے ہیں: ”بیشک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) اور قرائن احوال سے اجماعی طور پر یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے، نہ تخصیص۔“

مولانا مودودی تفہیم القرآن ج:۴، ص:۱۰۳ میں اس آیت کی تفسیر اور معنی اس طرح کرتے ہیں کہ ”لوگو! محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، یعنی ان کے بعد کوئی رسول تو درکنار، کوئی نبی تک آنے والا نہیں ہے کہ اگر کوئی قانون اور معاشرے کی اصلاح ان کے زمانے میں رہ جائے تو بعد کا آنے والا نبی کسر پوری کردے۔“

ہندوستان سے لے کر عرب تک، مراکش سے لے کر اندلس تک، ترکی سے لے کر یمن تک، تمام علماء کی رائے اس پر متفق ہے، جن میں امام ابوحنیفہؒ، علامہ ابن جریر طبریؒ، امام طحاویؒ، علامہ ابن حزم اندلسیؒ، علامہ زمخشریؒ، قاضی عیاضؒ، امام رازیؒ، علامہ بیضاویؒ، علامہ حافظ الدین النسفیؒ، علامہ علاؤالدین بغدادیؒ، علامہ سیوطیؒ، ملا علی قاریؒ، شیخ اسماعیل حقیؒ، اصحاب فتاویٰ عالمگیریؒ، علامہ آلوسیؒ و دیگر شامل ہیں۔ پہلی صدی سے تیرھویں صدی تک علماء اور اکابرین، سب کی رائے ایک ہے، ان سب کی تحریروں میں یہ بات واضح ہے کہ ”خاتم النبیین“ کا صاف مطلب ”آخری نبی“ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند تسلیم کرنا ہر زمانے میں تمام مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے۔

ختم نبوت کے مسئلے پر امت مسلمہ بلاتفریق رنگ و نسل و فقہ، متفق رہی ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا گلدستہ ہے جس میں سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، مقلد، غیر مقلد سب کے سب سجے ہوئے ہیں اور اپنی اپنی خوشبو دے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی نے ۱۳۱۷ھ بمطابق ۱۹۸۶ء میں ایک رسالہ ”دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزا“ میں لکھا ہے کہ: اللہ اور اس کے رسول نے نبی، نبوت کی مطلقاً نفی فرمائی ہے، شریعت جدیدہ کی کوئی قید نہیں لگائی اور صراحتاً خاتم بمعنی ”آخر“ فرمایا ہے۔ متواتر احادیث میں اس کا بیان آیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے لے کر آج تک امت نے ان معانی پر اجماع فرمایا ہے، اسی بنا پر ائمہ مذہب نے ہر مدعی نبوت کو کافر کہا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۶، ص:۵۹)

ادارہ معارف اسلامی نے مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی ایک ضخیم کتاب بعنوان ”ختم نبوت“ چھاپی ہے، جس کے صفحات کی تعداد لگ بھگ ۵۰۰ ہے، اس کتاب میں حضرت مفتی صاحبؒ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ۲۱۰ احادیث اور ۱۰۰ قرآنی آیات کی روشنی

میں ختم نبوت کے مسئلے کی دلنشین تشریح کی ہے۔

ص:۲۹ پر مفتی صاحب رقم طراز ہیں کہ:''اس جگہ لفظ خاتم النبیین'' کے اضافے کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ امم دنیا کو اس پر متنبہ کرنا منظور ہے کہ:''اے ہوا و ہوس کے بندو! یہ ہمارا آخری رسول ہے جو آخری پیغام لے کر تمہاری طرف آیا ہے، اب بھی ہوش میں آجاؤ اور اس کے اتباع سے دین و دنیا اور معاش کو درست کرلو، اس کے بعد پھر کوئی جدید آسمانی پیغام زمین والوں کی طرف نہ بھیجا جائے گا اور نہ کوئی جدید پیغمبر مبعوث ہوگا۔''

مولانا مودودی سیرت سرور دو عالم میں لکھتے ہیں کہ:''ایک پیغمبر کے آنے کے بعد دوسرا پیغمبر آنے کی تین ہی وجوہات ہوسکتی ہیں۔

۱:...... یا تو پہلے پیغمبر کی تعلیمات مٹ چکی ہوں اور اس کو پھر پیش کرنے کی ضرورت ہو۔

۲:...... پہلے پیغمبر کی تعلیمات میں ترمیم یا اضافے کی ضرورت ہو۔

۳:...... پہلے پیغمبر کی تعلیمات صرف ایک قوم تک محدود ہوں اور دوسری اقوام کے لئے ایک الگ پیغمبر کی ضرورت ہو۔

ایک چوتھی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ ایک پیغمبر کی موجودگی میں اس کی مدد کے لئے دوسرا پیغمبر بھیجا جائے، ان میں سے کوئی وجہ اب باقی نہیں رہی۔ (ص:۱۷۳)

مفتی محمد شفیع صاحبؒ قرآن کی ۹۹ آیات ''خاتم النبیین'' کی مد میں پیش کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان میں کسی قسم کے مجاز یا مبالغہ کا دخل نہیں، ص:۲۳۶ پر رقم طراز ہیں کہ: الغرض چونکہ قرآن مجید اور احادیث نبویہ اور اجماع صحابہؓ اور اقوال سلف نے اس کا قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ ''خاتم النبیین'' اپنے حقیقی اور ظاہری معنی پر محمول ہے، نہ اس میں کوئی مجاز ہے، نہ مبالغہ اور نہ تاویل و تخصیص تو اب کسی کو حق نہیں کہ اس لفظ کے مخصوص و منقول تفسیر کو بدلے۔

قارئین! قادیان سے طلوع ہونے والے اس نحس زدہ ستارے نے وہ عجیب اندھیرا پھیلانے کی کوشش کی کہ جس کی کثافت کو سب نے محسوس کیا، مگر آفتاب ہدایت کی منور روشنی نے شب سیاہ کو تار تار کردیا۔ یہاں ضروری ہے کہ ''خاتم النبیین'' کے لغوی معنی سمجھے جائیں۔ مولانا مودودی نے ''سرور دو عالم'' میں اپنے تحقیقی مقالے ''عقیدہ ختم نبوت پر جامع تحقیقی بحث'' میں خاتم النبیین کے لغوی معنی بڑی دلچسپ انداز میں کئے ہیں، لکھتے ہیں کہ عربی لغت اور محاورے کی رو سے ''ختم'' کے معنی مہر لگانے، بند کرنے، آخر تک پہنچ جانے اور کسی کام کو پورا کرکے فارغ ہوجانے کے ہیں۔

ختم العمل کے معنی ہیں، کام سے فارغ ہوگیا۔

ختم الانا کے معنی ہیں برتن کا منہ بند کردیا اور اس پر مہر لگادی تاکہ نہ کوئی چیز اس میں سے نکلے اور نہ کچھ اس میں داخل ہو۔

ختم الکتاب کے معنی ہیں خط بند کرکے اس پر مہر لگادی تاکہ خط محفوظ ہوجائے۔

ختم علی القلب، دل پر مہر لگادی کہ نہ کوئی بات اس کی سمجھ میں آئے، نہ پہلے سے جمی ہوئی کوئی بات اس میں سے نکل جائے۔

ختامہ کل مشروب، وہ مزا جو کسی چیز کو پینے کے بعد آخر میں محسوس ہوتا ہے۔

ختم الشی بلغ اخر، کسی چیز کو ختم کرنے کا مطلب ہے، اس کے آخر تک پہنچ جانا۔

خاتم القوم مراد ہے قبیلے کا آخری آدمی۔

مناظر ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اپنی کتاب ''آئینہ قادیانیت'' کے ص:۳۶ پر ایک مضمون خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر میں رقم طراز ہیں کہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کے مادہ کا قرآن

بحرین میں ۱۴۵ افراد کا قبولِ اسلام

مغربی ممالک کے بعد اب عرب ممالک میں کام کرنے والے غیر مسلم افراد میں بھی اسلام کی طلب بڑھتی جارہی ہے اور وہاں اسلام قبول کرنے والے افراد میں اضافہ ہورہا ہے، اطلاعات کے مطابق بحرین میں رمضان کے دوران ۱۴۵ افراد نے اسلام قبول کرلیا ہے۔ بحرین میں اسلامی تبلیغ کے ایک ادارے ''اسلام کو پہچانو'' کے ڈائریکٹر جنرل خالد سلام نے ذرائع ابلاغ کو بتایا کہ ۱۴۵ افراد کے اسلام قبول کرنے کے بعد اس سال بحرین میں اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد ۲۵۰ ہوگئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت ایشیا کی ہے مگر اس میں مغربی ممالک سے تعلق رکھنے والے باشندے بھی شامل ہیں۔ خالد سلام نے مزید بتایا کہ اسلام قبول کرنیوالے ان ۹ مسلم افراد میں اکثریت کا تعلق نیپال، فلپائن اور بنگلہ دیش سے ہے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل سعودی عرب میں ۴۰۰ سے زائد چینی باشندے اسلام قبول کرچکے ہیں۔ دین اسلام کی حقانیت کی سبب دنیا کے ہر ذی شعور غیر مسلم کے لئے اس دین میں زبردست کشش موجود ہے، شرط یہ ہے کہ خود مسلمان تحمل، حکمت، تدبر، دانائی اور خلوص کے ساتھ اپنے دین کی صحیح طور پر نشر و اشاعت کریں اور اس کے لئے جدید و قدیم تمام طریقے اختیار کریں۔

مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے:

۱:... ختم اللّٰہ علی قلوبھم (البقرہ:۷)

"مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر۔"

۲:... ختم علی قلوبکم

(الانعام:۴۶) "مہر کردی تمہارے دلوں پر"

۳:... ختم علی سمعہ وقلبہ

(الجاثیہ:۲۳) "مہر کردی ان کے کان پر اور دل پر۔"

۴:... الیوم نختم علی افواھم

(یٰسین:۶۵) "آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر"

۵:... فان یشاء اللہ یختم علی قلبک

(الشوریٰ:۲۴) "سو اگر اللہ چاہے مہر کردے تیرے دل پر۔"

۶:... رحیق مختوم (المطففین:۲۵) "مہر لگی ہوئی شراب۔"

۷:... ختامہ مسک (المطففین:۲۶)

"جس کی مہر جمتی ہے مسک پر۔"

ان تمام مقامات پر قدر مشترک ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا اس کی ایسی بندش کرنا کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہوسکے اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جاسکے، وہاں پر "ختم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع اپنی کتاب "ختم نبوت کامل" کے ص:۲۳۸ پر رقم طراز ہیں کہ:

احادیث کے موجودہ ذخیرے کو دیکھ کر بلا تامل یہ یقین کرنا پڑتا ہے کہ ختم نبوت کی احادیث متواتر ہیں۔ خبر متواتر وہ خبر ہے، جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد اس کثرت سے پائی جائے کہ ان کی کثرت حیثیت کو دیکھ کر عقل کو یہ گنجائش نہ ہو کہ ان سب کا معبوث پر متفق ہوجانا تسلیم کرلے۔

قرآن وسنت کے بعد تیسرے درجے میں اہم ترین حیثیت صحابہ کرامؓ کے اجماع کی ہے۔ یہ بات روایات سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جن لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور جن لوگوں نے ان کی نبوت تسلیم کی، ان سب کے خلاف صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق جنگ کی تھی، ان داعیان نبوت میں مسیلمہ کذاب قابل ذکر ہے۔

مولانا مودودی لکھتے ہیں: "طبری نے یہ روایت بھی بیان کی ہے کہ مسیلمہ کے ہاں جو اذان دی جاتی تھی: "اس میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے الفاظ شامل تھے" کیونکہ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت کے کام میں شریک کیا گیا ہے، اس صریح اقرار رسالت کے باوجود اسے کفر اور خارج از ملت قرار دیا گیا اور اس سے جنگ کی گئی۔"

(بشکریہ روزنامہ "امت" کراچی)

ترک اسباب کی ضرورت نہیں، غفلت اور گناہ سے بچو

حضرت سیّد احمد کبیر رفاعی الحسینی قدس سرہ

میں یہ نہیں کہتا کہ تم تجارت وصنعت وحرفت وغیرہ جملہ اسباب سے الگ ہوجاؤ، بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کاموں میں غفلت اور گناہ سے بچو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم بیویوں کو چھوڑ دو، اچھے کپڑے نہ پہنو بلکہ یہ کہتا ہوں کہ خبردار! بیوی، بچوں میں ایسے مشغول نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کو بھول جاؤ (قیمتی) کپڑے پہن کر اللہ تعالیٰ کی غریب مخلوق کے سامنے نہ اتراؤ، نیز میں یہ کہتا ہوں کہ ضرورت سے زیادہ زینت وآرائش کا اظہار نہ کرو کہ غریبوں کے دل ٹوٹ جائیں مجھے اندیشہ ہے کہ (اس سے) تمہارے دلوں میں عجب وغفلت پیوستہ ہوجائے گی، میں تو یہ کہتا ہوں کہ اپنا لباس صاف ستھرا رکھو اور اس کے ساتھ یہ بھی کہتا ہوں کہ اپنے دلوں کو بھی صاف ستھرا رکھو، دل کی صفائی کپڑوں کی صفائی سے مقدم ہے، اللہ تعالیٰ تمہارے لباس کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتے ہیں۔ (روح تصوف، ص:۲۱)

ایمان کا حق ادا کرو جس کی حقیقت زبان سے اقرار کرنا اور دل سے یقین کرنا ہے۔

اسلام: نام ہے شریعت کی پیروی اور (تقاضائے) طبیعت سے بے رخی کا۔

تصوف: نام ہے ترک اختیار کا (کہ اپنی تجویز کو فنا کردے)۔

(روح تصوف، ص:۲۱، ۲۲)

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

اسرار شاہد

انیسوی صدی عیسوی میں ملک و ملت جن جن ممتاز اور عظیم المرتبت شخصیتوں پر فخر کر سکتی ہے ان ہی میں سے ایک مایہ ناز شخصیت حضرت حاجی صاحبؒ حضرت امداد اللہ مہاجر مکی نور اللہ مرقدہٗ کی ہے۔

خاندان:

حضرت حاجی صاحبؒ نسباً فاروقی تھے آپ کا سلسلہ نسب پچیس واسطوں سے سلسلہ تصوف کے مشہور بزرگ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی محمد امین تھا۔ حضرت حاجی صاحب ۱۲۳۳ھ میں تھانہ بھون میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت کے بعد حجاز مقدس چلے گئے۔ حجاز سے واپس تشریف لائے تو ارشاد و تلقین سے ہندوستان کو منور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دل و دماغ کی بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا' آپ انیسویں صدی کی تین عظیم الشان تحریکوں کا منبع تھے:

۱:...... مسلمانوں کی دینی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے جو تحریک انیسویں صدی میں شروع ہوئی اور جس نے بالآخر دیوبند کی شکل اختیار کی' انہی کے خلفاً و مریدین کی پُرخلوص جدوجہد کا نتیجہ تھی۔

۲:...... باطنی اصلاح و تربیت کے لئے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کے شروع میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ کے خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی کوششیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو دینی بصیرت اور جذبہ عنایت فرمایا تھا' اس کی مثال اس عہد میں مشکل سے ملے گی۔

۳:...... انیسویں صدی کی تیسری اہم تحریک آزادیٔ وطن کی تھی' اس سلسلہ میں خود حضرت صاحبؒ اور ان کے متعلقین نے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے' وہ ہندوستان کی تاریخ میں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ حضرت حاجی صاحبؒ کی والدہ ماجدہ شیخ علی محمد صدیقی نانوتوی کی صاحبزادی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانی چمنستان (دارالعلوم دیوبند) کے خاندان سے تھیں۔ آپ جب پیدا ہوئے تو والد ماجد نے امداد حسین نام رکھا' تاریخی نام "ظفر احمد" ہے۔ حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ نے آپ کا نام بجائے امداد حسین نام پسند نہ آیا کہ اس سے شرک کی بو آتی ہے چنانچہ اس نام کو حاجی صاحبؒ نے بھی ترک کر دیا اور کتابوں نیز خطوط میں ہمیشہ امداد اللہ ہی لکھا کرتے تھے۔

تعلیم:

والدہ ماجدہ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی اگرچہ آپ کے تین بھائی اور ایک بہن تھی مگر والدہ کا جو تعلق آپ سے تھا' اسی لاڈ پیار کی وجہ سے آپ ابتدائی تعلیم سے بھی محروم رہے۔ ابھی عمر کی ساتویں منزل ہی میں قدم رکھا تھا کہ والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا۔ انہوں نے انتقال کے وقت خاص طور پر وصیت کی کہ کوئی میرے بعد اس بچے کو ہاتھ نہ لگائے' اس وصیت کی تعمیل میں یہاں تک مبالغہ کیا گیا کہ آپ کی تعلیم کی جانب توجہ نہ ہوئی۔ بالآخر آپ خود ہی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے شوق سے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کیا' مگر ہر مرتبہ کچھ ایسے مواقع پیش آتے رہے کہ اس وقت حفظ کی تکمیل نہ ہو سکی' اس زمانہ میں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مملوک علی نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جن سے آپ کا ننھیالی تعلق تھا' دہلی کے عربک کالج میں مدرس تھے' آپ ان کے ہمراہ علوم کے لئے دہلی تشریف لے گئے' اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی' اسی زمانے میں چند مختصرات فارسی تحصیل فرمائے اور کچھ صرف و نحو کی تعلیم اساتذۂ عصر کی خدمت میں حاصل کی اور مولانا رحمت علی تھانویؒ سے شیخ عبدالحق دہلویؒ کے تکمیل الایمان کی اخذ فرمائی۔ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ آپ نے حضرت شیخ عبدالرزاق سے پڑھی جو مفتی الٰہی بخش کاندھلوی کے شاگرد تھے۔ حضرت مفتی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے' مثنوی مولانا روم سے آپ کو تمام عمر بڑا شغف رہا۔

بیعت:

دہلی اس زمانہ میں علماً و مشائخ کا مرکز تھا۔ مولانا نصیر الدین دہلویؒ طریقہ نقشبندیہ' مجددیہ کے مسند نشین تھے۔ دہلی کے زمانہ قیام میں آپ کو ان سے عقیدت ہو گئی اور آپ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے' اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی' چند دن تک پیرو مرشد کی خدمت میں رہ کر اجازت و خرقہ سے مشرف ہوئے اور اذکار طریقہ نقشبندیہ اخذ فرمائے

کچھ عرصہ بعد آپ نے خواب دیکھا کہ سرکارِ دوعالم فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس آراستہ ہے' آپ مجلس نبویؐ میں حاضر ہونا چاہتے تھے لیکن ادب کی وجہ سے قدم آگے نہیں بڑھتا تھا۔ اچانک آپ کے جدامجد حافظ بلاقی تشریف لائے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر بارگاہ نبویؐ میں پہنچادیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک میں آپ کا ہاتھ لے کر حضرت نور محمد جھنجھانویؒ کے حوالے فرمادیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں جب بیدار ہوا تو پریشانی کا عجیب عالم تھا' میں اس وقت جھنجھانہ سے واقف نہ تھا' کئی سال اسی طرح گزر گئے آخرکار مولانا محمد قلندر محدث جلال آبادی کی رہنمائی سے حضرت میاں جیو نور محمد جھنجھانویؒ کی خدمت میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی صورت ہے جو خواب میں دکھائی گئی تھی۔ حضرت میاں جیوؒ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ کیا تمہیں اپنے خواب پر کامل یقین ہے؟ یہ پہلی کرامت تھی جو مشاہدہ میں آئی۔

میرا دل بکمال استحکام حضرت جیوؒ کی جانب مائل ہوگیا' ایک مدت پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر ریاضت ومجاہدہ کے بعد سلوک کی تکمیل فرمائی اور خرقۂ خلافت سے مشرف ہوئے۔

سفرِ حج:

۱۲۶۰ھ میں آپ نے خواب دیکھا کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو طلب فرمارہے ہیں۔ فرطِ شوق میں زادِراہ کا بندوبست بھی نہ کرسکے اور خالی ہاتھ روانہ ہوگئے' بھائیوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے پیچھے سے مصارف بھجوائے۔ ۵/ذی الحجہ کو آپ کا جہاز جدہ کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوا۔ آپ جہاز سے اتر کر فی الفور عرفات کے لئے روانہ ہوگئے۔ ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد مکہ مکرمہ میں آپ نے حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کی خدمت میں کچھ عرصہ قیام فرماکر فیوض وبرکات حاصل کئے اور بعدازاں مدینہ منورہ میں روضہ اقدس پر حاضر ہوکر سوزِ دروں کو تسکین بہم پہنچائی۔ واپسی میں پھر چنددن مکہ مکرمہ میں قیام رہا۔ ۱۲۶۲ھ بمطابق ۱۸۴۶ء میں وطن مراجعت فرمائی۔

مریدیت:

حج سے واپسی کے بعد دن بدن لوگوں کا رجوع بڑھتا جاتا تھا اور کثرت سے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے کے مشتاق تھے' مگر آپ کسی طرح تیار نہ ہوئے تھے' بالآخر حافظ محمد ضامن صاحب کے شدید اصرار پر جو آپ کے پیر بھائی تھے' بیعت کرانا شروع کیا' علماء میں سب سے پہلے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ عوام الناس کے علاوہ علماء عصر کی ایک بہت بڑی جماعت آپ کے حلقہ ارادت میں شامل تھی' جماعت علماء میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی نسبت آپ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح مولانا روم شمس تبریز کی زبان ہیں اسی طرح حق تعالیٰ نے مولوی محمد قاسم کو میری زبان بنایا جو میرے قلب میں آتا ہے' مولوی صاحب اس کو بیان کردیتے ہیں میں علمی اصطلاحات نہ جاننے کی وجہ سے اس کو بیان نہیں کرسکتا۔

انقلاب ۱۸۵۷ء:

ہندوستان میں انگریزی حکومت کے دور میں عدل وانصاف اور رعایا پروری کے بجائے جبرواستبداد لوٹ کھسوٹ کا عام دور دورہ تھا۔ انگریزی عمل داری میں ہندوستان کو عیسائی بنانے کا منصوبہ تیار کرلیا گیا تھا' پادریوں کو نہ صرف تبلیغ کی عام اجازت تھی بلکہ انگریز حکام ان کی پشت پناہی کرتے' اسکولوں' کالجوں کے مدرسین عموماً پادری ہوتے تھے۔ انجیل کا درس لازمی کردیا گیا' پادری عام اجتماعات میں نہ صرف عیسائیت کی تبلیغ ہی کرتے تھے بلکہ ہندو اور مسلمانوں پر بے محابا جارحانہ حملے کئے جاتے تھے چونکہ انگریزوں کی نظر میں اس کا اصلی مدمقابل مسلمان تھے اور اسی کو وہ اپنا سیاسی حریف سمجھتے تھے' اس لئے انگریزوں کا خیال تھا کہ جب تک مسلمانوں کو پست اور ناکارہ نہ بنایا جائے گا۔ اس وقت تک حکومت اور سربلندی کا نشہ ان کے دماغوں سے نہیں نکلے گا۔ اس لئے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ ظلم وجور اور تبلیغ عیسائیت کا نشانہ بنایا گیا۔ چنانچہ فضل حق خیرآبادیؒ اور دوسرے علماء کو فتویٰ جہاد ۱۸۵۷ء کے جرم میں کالے پانی کی سزا دی گئی تھی۔ یہ حالات تھے جنہوں نے اربابِ فکرودانش کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا تھا کہ وہ انگریزوں کے خلاف صف آراء ہوجائیں یا اپنے آپ کو انگریزوں کی عیسائی بنانے والی پالیسی کے حوالے کردیں' ادھر انگریز کے مظالم اپنی انتہا کو پہنچ گئے تھے' اس دوران حضرت حاجی صاحبؒ کی' حضرت حافظ محمد ضامنؒ' حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی تھانہ بھون میں مجاہدین کو مختلف دیہات وقصبات سے جمع کرکے میدان میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ حضرت نانوتوی قدس سرہ امیر عسکر تھے۔ تھانہ بھون ہی کے قریب ترین مقام شاملی کی تحصیل پر جس میں انگریز فوج متعین تھی حملہ کردیا گیا۔ حضرت حافظ محمد ضامنؒ نے عین معرکہ کے دوران جام شہادت نوش کیا۔ اگرچہ تحصیل پر مجاہدین کا قبضہ ہوگیا' مگر حضرت محمد ضامنؒ کی شہادت کے بعد مجاہدین تھانہ بھون واپس چلے گئے۔ انگریزوں نے اس کا بڑا سخت انتقام لیا۔ مظفر نگر کا کلکٹر فوج لے کر تھانہ بھون پہنچا اور شدید گولہ باری کرکے تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جماعت مجاہدین کے درہم برہم ہوجانے پر حضرت حاجی صاحبؒ عرصہ تک مختلف مقامات پر روپوش رہے اور جب ہندوستان کی زمین وآسمان کو اپنے لئے تنگ پایا تو ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۹۹ء میں ہندوستان سے ہجرت فرماکر حرم کعبہ میں پناہ گزین ہوگئے۔

قیام مکہ مکرمہ:

حضرت حاجی صاحبؒ مکہ مکرمہ میں مقیم ہوگئے۔ آپ کے حلقہ ارادت میں ہندوستان وعرب کے علاوہ مختلف ممالک کے کثیر تعداد کے لوگ شامل تھے' مکہ مکرمہ میں ممالک اسلامیہ کے جس قدر مشائخ مختلف سلسلوں کے مقیم تھے' ان سب میں آپ کو نمایاں اور امتیازی مقام حاصل تھا' اکثر مشائخ کرام حاضر ہوکر فیوض باطنی سے لطف اندوز ہوتے' تزکیہ باطن کے ساتھ اکثر ضیاٗ القلوب کا درس بھی جاری رہتا۔ مثنوی شریف کے درس کا بھی التزام تھا۔ مثنوی شریف سے شغف کا یہ حال تھا کہ آخری عمر میں جب سیدھا بیٹھنا دشوار تھا' کوئی طالب علم مثنوی لے کر حاضر ہوتا تو فوراً پڑھانا شروع کردیتے' ایک دو شعر کے بعد بدن میں ایسی قوت آجاتی کہ تکیہ چھوڑ کر سیدھے بیٹھ جاتے اور اسرار وحقائق کا دریا جوش مارنے لگتا' ایک مرتبہ قسطنطنیہ کے ایک بڑے شیخ حضرت اسعد آفندی جو مولانا روم کے خاندان اور سلسلے کے شیخ کامل اور مثنوی شریف کے زبردست عالم تھے۔ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے اس وقت مثنوی شریف کا درس ہورہا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ بڑے جوش کے ساتھ حقائق ومعارف بیان فرما رہے تھے' درس اردو میں ہورہا تھا' آپ کے ایک خادم مولوی نیاز احمد حیدر آبادی نے عرض کیا کہ اگر شیخ اسعد اردو سمجھتے تو بہت محظوظ ہوتے آپؒ نے فرمایا کہ حظ ولطف کے لئے زبان جاننے کی کیا ضرورت ہے یہ فرماکر مثنوی شریف کے چند اشعار ایک خاص انداز سے پڑھے جن کو سن کر حضرت شیخ اسعد آفندیؒ پر حال طاری ہوگیا۔ جب افاقہ ہوا تو انہوں نے آپ سے اشغال کی اجازت لی اور اپنی قبا پیش کرکے درخواست کی کہ آپ اس کو پہن کر تبرکاً مجھے عنایت فرمادیجئے۔

حاجی صاحبؒ مرشدوں کے ''مرشد'' کا لقب:

حضرت حاجی صاحبؒ پر صحیح طور پر صادق آتا ہے' حضرت حاجی صاحبؒ کی حلقہ ارادت میں علماٗ کی تعداد سینکڑوں تک ہے' پوری امت میں کسی شخص سے علماٗ کی اس قدر کثرت نے بیعت نہیں کی' جتنی حاجی صاحبؒ سے کی ہے۔

اتباع سنت اور کرامات:

اکابر دیوبند کے سلسلۃ الذہب میں اصل چیز اتباع سنت ہے' یہی وجہ ہے کہ اس مشرب کے تمام مشائخ شریعت کے سخت پابند اور متبع سنت تھے اور اس سلسلے کا ہر شیخ ولی اللہ تھا اور ہے' اکابرین دیوبند کرامات کو برحق جانتے ہیں کہ ان کا صدور اہل کمال سے ہوتا ہے۔

کرامات:

آپ کی ایک کرامت کئی تذکروں میں موجود ہے کہ تحریک آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہدوں کی گرفتاریاں ہورہی تھیں' حضرت کے بھی وارنٹ جاری ہوچکے تھے' کسی نے ضلع انبالہ کے کلکٹر کو اطلاع دی کہ حاجی صاحب راؤ عبداللہ رئیس پنجلاسہ ضلع انبالہ کے اصطبل میں مقیم ہیں' کلکٹر بذات خود اصطبل پر آموجود ہوا اور رئیس صاحب سے کہنے لگا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس عمدہ گھوڑے ہیں' ہم دیکھنا چاہتے ہیں؟ چنانچہ اصطبل کھول دیا گیا' معتقدین سخت گھبرائے ہوئے تھے' انگریز کلکٹر جب اندر داخل ہوا۔ مصلیٰ بچھا ہوا تھا اور وضو کا لوٹا بھی موجود تھا' اس کے پانی سے زمین تر تھی مگر حاجی صاحبؒ غائب تھے' جب وہ چلا گیا تو حاجی صاحب کو مصلے پر نماز پڑھتے پایا گیا۔

ایک اور کرامت:

مولانا شاہ محمد حسین صاحبؒ الہ آبادی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ یہ ناچیز بقصد حرمین شریفین وطن سے چلا، بمبئی میں سو رہا تھا کہ خواب میں دیکھا' حضرت تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ اس مرتبہ تو ہم ہی ہندوستان میں آگئے تم مکہ مکرمہ نہ جاؤ' میں نے عرض کیا کہ حضور اب تو یہاں آگئے اور جہاز کا کرایہ بھی کرلیا ہے اور کل جہاز روانہ ہوجائے گا؟ فرمایا: نہیں' جانا مناسب نہیں' میں عرض کرتا رہا ارشاد ہوا کہ نہیں اس سال نہ جاؤ۔ آنکھیں کھلیں فی الجملہ تردد رہا مگر اس دن جہاز روانہ ہوا' میں اس بھید سے واقف نہ تھا سوار ہوگیا اور جہاز روانہ ہوا' اسی دن ایسا طوفان آیا کہ جہاز نقصان کی وجہ سے واپس آگیا۔

ایک اور کرامت:

حضرت مولانا شاہ محمد حسین صاحب فرماتے ہیں کہ باوجود پیرانہ سالی کے حضرت حاجی صاحبؒ کے مجاہدہ کا حال یہ تھا کہ ایک سال رمضان شریف میں مجھے حاضری خدمت اقدس کا اتفاق ہوا' دیکھا کہ تمام رات نماز پڑھنے اور قرآن سننے میں بسر ہوتی ہے۔ حافظ عبداللہ پنجابی ایک بزرگ تھے تراویح میں ہر روز حرم شریف میں محض حضرت صاحب کے سنانے کو سات آٹھ پارے پڑھتے اس میں قریب نصف شب گزر جاتی' اس کے بعد حضرت بھی بھی شیخ حسن عرب کا قرآن سننے جاتے۔ نصف شب سے حافظ عبدالحمید صاحب باب الرحمۃ پر تہجد میں پانچ چھ پارے روز پڑھتے۔ ان کا قرآن سننے جاتے' فجر تک برابر یہی کیفیت رہی۔

قطب ارشاد:

حضرت حاجی صاحبؒ کے قطب ارشاد اور شیخ المشائخ ہونے میں کون سا شبہ ہے؟ اولیاٗ عصر آپ کی ولایت پر اجماع رکھتے ہیں اور علماٗ زمان آپ کے علو منزل کا اعتراف کرتے ہیں۔

وفات:

آخر ۱۲/۱۳ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء کو چہار شنبہ کے دن فجر کی اذان کے وقت چوراسی سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا' جنت المعلیٰ میں مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ☆......☆

سیرۃ النبی ﷺ

کیا اسلام بزورِ شمشیر پھیلا؟

مولانا عاشق الٰہی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

...ایک جوان شخص نے بصد آرزو نکاح کیا، اور جب تمناؤں کی پوری کرنے والی گھڑی آئی کہ پہلی شب میں وصال کا وقت قریب پہنچا تو کان میں آواز پڑی کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لوگوں کو جنگ میں لے جانے کے لئے بلا رہے ہیں، اس آواز کا سننا تھا کہ موت کا خوفناک میدان، اور خون کی ندیوں اور نالیوں کا جنگل اس پیاری بی بی کے نظارہ سے زیادہ پیارا معلوم ہونے لگا، جس کو عمر بھر کی تکلیفیں جھیل کر آج حاصل کیا تھا، چنانچہ فوراً تیر کمان اور تلوار نیزہ سنبھال کر احد کی تلہٹی میں آپہنچے، اور دو چار وار کے بعد شربت شہادت پی کر میٹھی نیند سو رہے۔ جنگ بدر کا ہولناک منظر نظر کے سامنے تھا اور سرداران قریش کا عشرت ونشاط میں ڈوبا ہوا مست لشکر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر قلیل جماعت کو ڈرا رہا تھا کہ ایک انصاری نونہال جس کی نوجوانی پر دشمن کو بھی ترس آنا چاہئے، خورجی میں سے چھوارا نکال کر کھاتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! اگر میں لڑتا لڑتا مر جاؤں تو کیا انعام ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا ”جنت“ آپؐ کی زبان سے اس لفظ کا نکلنا تھا کہ اس ہونہار کے قلب پر بجلی کوندگئی، خدا جانے اس کو کس قدر آپؐ کی سچائی کا اعتقاد تھا، جس نے اس کو حصول جنت میں بے تاب بنادیا، نہ اس کو اپنی نوجوانی کا لحاظ ہوا کہ ابھی دیکھا ہی کیا ہے؟ نہ ماں باپ کا خیال آیا کہ مجھ بغیر ان کا کیا حال ہوگا؟ نہ نیزہ کی سنان یا تلوار کی دھار سے ڈر معلوم ہوا کہ چھبنے سے کیا تکلیف ہوگی؟ سب کچھ اس کے ذہن سے محو ہوگیا، اور جنت جس کا نام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا تھا گویا اس کے سامنے آکھڑی ہوئی کہ اس کو منہ میں پڑی ہوئی کھجور کا نگلنا دشوار پڑ گیا۔ آخر اس کو تھوکا اور یہ کہہ کر کہ بخ بخ اس کے کھانے میں دیر ہوتی ہے، آگے بڑھا اور شہید ہوکر جنت کو سدھارا۔ ابوسفیان کی بی بی ہندہ جنہوں نے کسی وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سیدنا حمزہؓ کے سینہ کو چاک کرکے کلیجہ نکالا اور اس کو دانتوں سے چبا کر یہ کہتے ہوئے تھوکا تھا کہ: ”آج میرے کلیجہ میں ٹھنڈک پڑگئی“ جس وقت مسلمان ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگیں کہ: یارسول اللہ! کل آپ کے منہ سے زیادہ مجھے کوئی مبغوض منہ معلوم ہوتا تھا اور آج آپ کے چہرہ سے زیادہ مجھے دنیا بھر میں کوئی چہرہ محبوب نظر نہیں آتا، غرض دس بیس واقعات ہوں تو کوئی نظیر میں پیش کرے، یہاں تو جو حالت ہزاروں نومسلم صحابہ اور نو آمیز طلباء علم رسالت کی ہوئی وہ سب کو معلوم ہے کہ ناز پروردہ شاہزادوں اور امن وعافیت کی زندگی گزارنے والے نبی زادوں، یعنی قریش اور اہل عرب نے مسلمان ہو ہو کر کیا کیا کچھ تکلیفیں نہیں اٹھائیں؟ گھر چھوڑے، بے وطن ہوئے، دولت چھوڑی، ثروت چھوڑی، مال چھوڑا، حکومت چھوڑی، کنبہ سے منہ موڑا، بی بی بچوں سے علاقے توڑے، بچپن کے یاروں اور مدت کے احباب وآشناؤں سے ناآشنا ہوئے، عزت کو خیرباد کہا، راحت بالائے طاق رکھی، تلوار کی چھاؤں میں آئے، فاقوں کے بستروں پر لیٹے، مزدوریاں کیں، کئی کئی فاقوں پر شکم سیری کے لئے پانی کے بھاری ڈول اور چرس کنوؤں سے کھینچے، اور ایک ایک ڈول پر ایک ایک چھوارہ لے کر پیٹ بھرا، غرض ہر قسم کی مصیبتوں میں جو کچھ پڑا سب ہی برداشت کیا، مگر ایمان کی حلاوت جس سے زبان قلب آشنا ہوچکی تھی نہ چھوٹی پر نہ چھوٹی۔ آخر وہ کون سی داب تھی جس نے ان کو تھام رکھا تھا اور کون سی لذت تھی جس کو ان تمام دشواریوں پر غلبہ حاصل ہو رہا تھا۔ ابوجندل جو ایمان لانے کی سزا میں مکہ کے اندر پابہ زنجیر اور اندھیری کوٹھری میں قید تھے، موقع پاکر عین اس وقت جبکہ میدان حدیبیہ میں صلح نامہ کی تکمیل ہورہی تھی، کسی تدبیر سے بھاگ آئے اور یوں مجھ کر کہ مسلمان مجھے ضرور اپنی پناہ میں لے لیں گے، اسلامی لشکر میں آگرے پڑے، مگر قریش کے اصرار پر کہ ابوجندل کو واپس کردو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل کا ہاتھ ان کے باپ کے ہاتھ میں پکڑا دیا، یہ وہ وقت تھا کہ ایمان کی آزمائش کے لئے اس سے دشوار گھاٹی شاید مشکل سے ملے کہ خود مسلمان ہی ابوجندل کو کفار کا تختۂ مشق بنانے کے لئے کافروں کے حوالے کررہے ہیں، مگر اللہ رے خداوندی غیر کی نظر کیمیا اثر کہ ابوجندل روتے ہیں اور دہائی دیتے ہیں کہ میں بڑی مصیبت سے بھاگا ہوں، اب مجھے دشمنوں کے حوالے نہ کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ابوجندل صبر کرو، خدا تمہارے لئے کوئی دوسری سبیل نکالے گا، چنانچہ ابوجندل بہ ہزار یاس پھر زندان مصیبت میں داخل ہوئے مگر وہ کلمہ توحید جس کی حلاوت وشیرینی سے زبان قلب ایک دفعہ آشنا ہوچکی تھی نہ چھوٹنا تھا پر نہ چھوٹا۔ وائے حیف کہ ان واقعات کو دیکھتے ہوئے کسی چھوٹے منہ سے یہ بہتان کا کلمہ نکلے کہ: ”اسلام بزور شمشیر پھیلا۔“

(ماہتاب عرب سے ایک اقتباس)

پہلی قسط

آپ حج کیسے کریں؟

حج کے فضائل و آداب
سفر حج کی ابتدائی انتظامات

مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے جو ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی بھر میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس عبادت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ۹ ہجری میں حج کی فرضیت کا اعلان ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو "امیر حج" بنا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حج کیلئے روانہ فرمایا اور ۱۰ ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ فرمایا تو عمومی طور پر اعلان فرمایا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شریک ہوں۔ آپؐ کے ہمراہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حج کی سعادت حاصل کی۔ آپؐ نے ہر مرحلہ پر ایک ایک رکن کو تعلیم کے انداز میں سکھایا۔ ایک ایک فرد کے سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے اور بار بار اس کی تاکید کرتے رہے کہ مجھ سے مناسک حج اچھے انداز میں سیکھ لو پتہ نہیں کہ اگلے سال میں تم میں موجود ہوں کہ نہ ہوں۔ اس حج کے موقع پر تکمیل دین کی آیات کے نزول کا اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما کر "عقیدۂ ختم نبوت" کی توثیق فرما دی۔

اس عبادت کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی مختلف آیات میں اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینکڑوں احادیث میں اس کی فضیلت اور حج کے انعامات کا تذکرہ کیا۔ عبادت حج کی اہمیت کے پیش نظر جب تک اس کی فضیلت دلوں میں راسخ نہیں ہوگی اس وقت تک اس کی ادائیگی کے اہتمام کی فکر نہیں ہوگی اس لئے عام طور پر سب سے پہلے اس کی فضیلت اور اہمیت واضح کی جاتی ہے۔

بیت اللہ شریف ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام نے تعمیر کیا اور اس کی دیواریں وغیرہ قائم فرمادیں تو اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو آسمانوں سے اتار کر اس پر رکھ دیا۔ ایک روایت کے مطابق اس کی تعمیر فرشتوں نے کی۔ ایک روایت کے مطابق زمین کا آغاز بیت اللہ سے کیا گیا۔ اس جگہ ایک بلبلہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی شکل میں پھیلا دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں طوفان نوح کی بنا پر بیت اللہ شریف کو اٹھالیا گیا۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کے بیابان میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہنچا کر واپس تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہ کی بے تابی کے بدلے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدم مبارک کی رگڑ سے آب زم زم کا چشمہ نمودار فرمایا اور اس چشمہ کی وجہ سے یہ جگہ کچھ آباد ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ اپنے بال بچوں کی خبر لو۔ اپنے رب کے حکم سے جب آپ مکہ کی بیابان وادی میں پہنچے تو وہاں پر دنیا ہی بدلی ہوئی تھی۔ آپ نے اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور بیت اللہ شریف کی ۳۰ گز لمبی اور ۲۳ گز چوڑی جگہ کی نشاندہی کر کے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ اس جگہ ۹ گز اونچی چار دیواری بنادی جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم خداوندی کے مطابق تعمیر شروع کی۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی عمر کے سوویں (۱۰۰) سال میں تھے جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر تیس سال تھی۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام گارا بناتے اور پتھر اٹھا کر دیتے جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام معمار کی طرح تعمیر فرماتے۔ آپ جس پتھر پر کھڑے تھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پتھر اوپر نیچے ہوجاتا اور اس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشانات نقش ہوئے جس کو آج بھی مقام ابراہیم پر نصب کیا ہوا ہے۔ تعمیر کی تکمیل پر حضرت جبریل علیہ السلام نے جنت سے لایا ہوا پتھر "حجر اسود" دیا جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے طواف کے آغاز کی نشانی کے طور پر نصب کر دیا۔ قرآن کریم نے اس واقعہ کی تفصیل سورۂ بقرہ میں اس طرح ذکر کی ہے:

"اور [illegible] رہے تھے: اے
ہمارے رب ہماری یہ خدمت قبول فرمائیے
بے شک آپ خوب سننے والے ہیں (دعاؤں
کے) اور خوب جاننے والے ہیں۔" (البقرہ)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان آیات کے ذریعہ بیت اللہ شریف کی عظمت واضح کی ہے:

"یقیناً وہ مکان جو سب سے پہلے
لوگوں (کی عبادت) کے واسطے مقرر کیا گیا
وہ مکان ہے جو مکہ میں ہے (کعبہ شریف)

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.LAHAK.INFO

برکت والا مکان ہے اور تمام لوگوں کے لئے ہدایت کی چیز ہے۔" (سورۃ آل عمران)

بیت اللہ کی تعمیر کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اعلان حج کریں۔ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے:

"لوگوں میں حج (فرض ہونے کا) اعلان کردو۔ (اس اعلان سے) لوگ تمہارے پاس (یعنی اس عمارت کے پاس حج کیلئے) چلے آئیں گے پاؤں چل کر بھی (پیدل) اور ایسی اونٹنیوں پر (سوار ہوکر) بھی جو دور دراز راستوں سے چل کر آئی ہوں (اور سفر کی وجہ سے) دبلی ہوگئی ہوں تاکہ یہ آنے والے اپنے منافع حاصل کریں۔" (سورۃ حج)

اس اعلان حج کے بعد بیت اللہ شریف کی عمارت کے اردگرد حج کا آغاز ہوا۔ اس سے قبل انبیائے کرام علیہم السلام صرف اس جگہ ارکان حج ادا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نوجوانی کے زمانہ کی تعمیر سے قبل تین مرتبہ قبیلہ عمالقہ اور قبیلہ جرہم اور قبیلہ قصی نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف جب پچیس سال اور ایک روایت کے مطابق پینتیس برس تھی تو کفار قریش نے مشترکہ طور پر طے کیا کہ بیت اللہ شریف کی ازسرنو تعمیر کی جائے۔ اس سلسلہ میں حلال رقم جمع کی گئی اور تعمیر کا آغاز کردیا گیا۔ قریش کے نوجوانوں کی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعمیر میں حصہ لیا اور آپ بڑے بڑے پتھر کاندھے پر اٹھا کر لاتے اور کعبہ کی تعمیر کرنے والوں کے حوالے کرتے۔ بہت محبت واتفاق سے تعمیر جاری تھی کہ حجر اسود کی تنصیب پر جھگڑے کا آغاز ہوگیا۔ ہر قبیلہ خواہش مند تھا کہ یہ سعادت اس کے حصے میں آئے۔

اس جھگڑے نے اتنا طول کھینچا کہ تعمیر کعبہ کے مبارک کام کو چھوڑ کر تلواریں نیاموں سے نکال کر لڑائی کا آغاز کیا جانے لگا۔ اس موقع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانش مندانہ فیصلے نے اس خونریز لڑائی کا خطرہ ٹال دیا۔ آپؐ نے ایک چادر بچھا کر اس کے درمیان میں حجر اسود کو رکھا اور ہر قبیلے کے سردار کو فرمایا کہ وہ چادر کا کنارہ پکڑ لیں۔ اس طرح تمام سردار اس کام میں شریک ہوگئے۔ حجر اسود کی تنصیب کے مقام پر آپؐ نے سب سے فرمایا کہ آپ سب لوگ مجھے اپنا وکیل بنا دیں تاکہ آپ کی طرف سے میں حجر اسود نصب کروں۔ اس طرح آپ کی وکالت سے تمام قبائل حجر اسود کی تنصیب میں شریک ہوئے اور بہت بڑی لڑائی ٹل گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت اور حج کی فرضیت تک کی صورتحال یہ تھی کہ بیت اللہ کے اردگرد تین سو ساٹھ بت گاڑے ہوئے تھے۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے بتوں کی اپنی مرضی کے مطابق عبادت کرتا تھا۔ خود ساختہ حج کی رسومات بنائی ہوئی تھیں۔ توحید کے مرکز کو بتکدہ میں تبدیل کیا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کیا تو اپنے اور بیگانے سب آپ کے دشمن ہوگئے اور آخر کار آپ کو مدینہ منورہ ہجرت پر مجبور کردیا گیا۔ ۸ ہجری میں فتح مکہ کے بعد آپؐ نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اور آپؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بیت اللہ کا حق ادا کرتے ہوئے عبادت کا وہ والہانہ منظر پیش کیا کہ "ہندہ" جیسی اسلام دشمن اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ اذیتیں دینے والی خاتون بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اور اس نے اسلام قبول کرلیا۔

۸ ہجری میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں پہلا فریضہ حج صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے ادا کیا۔ ۹ ہجری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کا فریضہ ادا کیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو تمام مناسک حج کی تعلیم دی اور ایک ایک مرحلہ کی فضیلت واہمیت سے آگاہ کیا اور ان احکامات حج کی تعلیم دی۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی تکمیل کا اعلان فرما کر قیامت تک اسلام میں تحریف وتبدیلی کا راستہ روک دیا۔ قرآن کریم میں حج کی اہمیت کا تذکرہ اور اس کے اوقات کی تعیین اس طرح کی گئی:

"حج (کا زمانہ) کے چند مہینے ہیں جو (مشہور) معلوم ہیں (یکم شوال سے دس ذی الحجہ تک) پس جو شخص ان ایام میں اپنے اوپر حج مقرر کرلے (حج کا احرام باندھے) تو پھر نہ کوئی فحش بات جائز ہے اور نہ حکم عدولی درست ہے اور نہ کسی قسم کا جھگڑا زیبا ہے (بلکہ اس کو چاہئے کہ ہر وقت نیک کام میں لگا رہے) اور جو نیک کام کرو گے حق تعالیٰ شانہ اس کو جانتے ہیں (اس لئے ان نیکیوں کا بدلہ بہت عطا فرمائیں گے)۔"

نبی آخر الزمان، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل احادیث میں حج کے فضائل اس انداز میں ذکر فرمائے ہیں:

"حضرت ابوہریرہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لئے حج کرے اس طرح کہ اس حج میں نہ کوئی فحش بات ہو اور نہ فسق ہو (حکم عدولی) وہ حج سے ایسا واپس آتا ہے (گناہوں سے پاک ہوکر) جیسا اس دن تھا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔" (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث میں پہلی شرط اللہ تعالیٰ کی رضامندی کیلئے حج کرنا ہے یعنی کوئی اور نیت نہ ہو۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

اس کی تشریح دوسری حدیث میں اس طرح آئی ہے کہ قیامت کے قریب میری امت کے امیر لوگ تو حج محض سیر وتفریح کے ارادہ سے کریں گے۔ امت کا متوسط طبقہ تجارت کی غرض سے حج کرے گا۔ علماء ریا اور شہرت کی وجہ سے حج کریں گے اور غرباء بھیک مانگنے کیلئے حج کیلئے جائیں گے۔ ایک حدیث میں سلاطین اور بادشاہ کے بارے میں آیا ہے کہ وہ سیر و تفریح کیلئے حج کریں گے۔ (کنز العمال)

ایک حدیث میں ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ صفا اور مروہ کے درمیان تشریف فرما تھے کہ ایک جماعت آئی اور بیت اللہ شریف کا طواف کیا' صفا ومروہ کے درمیان سعی کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ عراق سے آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ یہاں کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا کہ حج کیلئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کوئی اور غرض تو نہ تھی؟ انہوں نے عرض کیا کہ کوئی اور غرض نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ از سر نو اعمال کرو' تمہارے پچھلے سارے گناہ معاف ہو چکے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیکی والے حج کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔'' (مشکوٰۃ)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن سے زیادہ بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں۔ حق تعالیٰ شانہ دنیا کے قریب ہوتے ہیں اور فخر کے طور پر فرماتے ہیں یہ بندے کیا چاہتے ہیں۔ (مسلم' مشکوٰۃ)

اس حدیث کی تشریح ایک اور حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے ہیں:

''جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ آسمان دنیا پر تشریف لا کر فرشتوں سے فرماتے ہیں: ''میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس اس حالت میں آئے کہ سارے بال بکھرے ہوئے ہیں' بدن اور کپڑوں پر سفر کی وجہ سے غبار پڑا ہوا ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک کے ترانے بلند کررہے ہیں' دور دراز سے چل کر آئے ہیں' میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کے گناہ معاف کردیئے۔'' فرشتے عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں گناہ کی طرف منسوب ہے' فلاں شخص دوسرے گناہ کی طرف۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں نے ان سب کی مغفرت فرمادی۔'' حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس دن سے زیادہ کسی دن بھی لوگ جہنم کی آگ سے آزاد نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ''اگر تمہارے گناہ ریت کے ذروں کے برابر ہوں اور آسمان کی بارش کے قطروں کے برابر ہوں اور تمام دنیا کے درختوں کے برابر بھی ہوں تب بھی بخش دیئے، جاؤ، بخشے بخشائے اپنے گھر چلے جاؤ۔'' (کنز العمال)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ بدر کا دن تو مستثنیٰ ہے اس کو چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں جس میں شیطان بہت ذلیل ہو رہا ہو' بہت راندہ پھر رہا ہو' بہت حقیر ہو رہا ہو' بہت زیادہ غصہ میں بھر رہا ہو اور یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ عرفہ کے دن میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نازل ہونا' بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ابن شماسہؒ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے۔ ان کا آخری وقت تھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اس وقت بہت دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد اپنے اسلام لانے کا قصہ بیان فرمایا اور فرمانے لگے کہ: ''جب اللہ جل شانہ نے میرے دل میں اسلام لانے کا جذبہ پیدا فرمایا تو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ بیعت کیلئے دست مبارک عطا فرمایئے' میں مسلمان ہوتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنا دست مبارک آگے فرمایا تو میں نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا؟ میں نے عرض کیا کہ حضور! میں ایک شرط کرنا چاہتا ہوں' وہ یہ کہ اللہ جل شانہ میرے پچھلے گناہ معاف کردے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عمرو! تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ اسلام ان سب گناہوں کو ختم کردیتا ہے جو کفر کی حالت میں کیے گئے تھے اور ہجرت ان سب لغزشوں کو ختم کردیتی ہے جو ہجرت سے پہلے کی ہوں اور حج ان سب قصوروں کا خاتمہ کردیتا ہے جو حج سے پہلے کیے ہوں۔'' (مسلم)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ دائیں اور بائیں جو پتھر' درخت' ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اس طرح زمین کی انتہا تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ (ترمذی' مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ وہ شخص بہت بڑا گناہ گار ہے جو عرفات کے میدان میں بھی یہ سمجھے کہ میری مغفرت نہیں ہوئی۔ (اتحاف)

یہ تو چند احادیث نمونے کے طور پر ذکر کی گئی ہیں ورنہ اتنی کثرت سے احادیث وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب کا احاطہ کیا جائے تو صفحات کے صفحات بھر جائیں۔ ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ عرفات کے میدان میں صرف حاجی ہی کی مغفرت نہیں ہوتی بلکہ وہ جس کیلئے دعا کرتا ہے اس کی بھی اللہ تعالیٰ مغفرت فرما دیتے ہیں۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب تک حاجی گھر نہ

پہنچ جائے تم اس سے ملاقات کر کے اپنے لئے کرواؤ کیونکہ وہ پاک وصاف ہو کر آیا ہے' اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب بیت اللہ تشریف لے جارہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا کہ اے عمر! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ شرط صرف اتنی ہے کہ نیت خالص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی ہو اور ارکان حج سنت کے مطابق ادا کئے جائیں اور اس میں گناہوں کی آمیزش نہ ہو۔

بہت ہی خوش نصیب اور سعادت مند ہیں وہ حضرات جن کو اللہ تعالیٰ حج کی سعادت سے سرفراز فرماتے ہیں۔ یکم شوال المکرم سے حج کے موسم کا آغاز ہو چکا ہے۔ پاکستان سمیت دنیا بھر کے لاکھوں عازمین حج' حج کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے ہیں۔ کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں حج پر جانے کی تڑپ پیدا ہو رہی ہے۔ ہر مسلمان آرزو مند ہے کہ اس سال کے خوش نصیب حجاج کرام کی فہرست میں اس کا نام داخل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کے یہ عشاق کبھی رات کے آخر پہر اور کبھی دن کے اوقات میں دل میں لبیک کی صدا بلند کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں دعا گو ہیں کہ ان کی لبیک کو شرف قبولیت بخش دیا جائے اور ان کیلئے بیت اللہ کا دروازہ کھول دیا جائے۔ چودہ سو سال میں کتنے کروڑوں افراد اس سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور کتنے آرزو اور حسرتوں کے ساتھ اجر وثواب کی گٹھڑی سمیٹے خدا کے دربار میں پہنچ گئے۔ پاکستان میں حج کیلئے جانے والے سعادت مند حکومت کے ذریعہ سفر حج کے انتظامات کے پابند ہوتے ہیں جبکہ دوسرے ممالک کے مسلمان وہاں کی حکومت کے قوانین کے تحت سفری انتظامات کرتے ہیں۔ اس لئے ہم سفری انتظامات کے حوالے سے پاکستانی قوانین کی روشنی میں مختصر ہدایات کے بعد سفر حج اور طریقہ حج کا تذکرہ کریں گے۔

پاکستان کے خوش نصیب عازمین حج کا نام قرعہ اندازی کے ذریعہ منظور کیا گیا ہے اور ان کے سفری انتظامات حکومت پاکستان کر رہی ہے۔ ان کی فلائٹوں کا تعین کر کے ان کے گھروں کے پتوں پر اطلاعی خطوط ارسال کر دیئے جائیں گے جس کے مطابق فلائٹ سے دو دن قبل ان کو اپنے اپنے شہروں کے یا علاقوں کے قریبی "بیت الحجاج" پہنچ کر اپنے پاسپورٹ' ٹکٹ اور کرنسی وغیرہ حاصل کرنی ہوگی جبکہ طبی ٹیکے ان کو وقت مقررہ کے اندر اندر اپنے اپنے علاقوں یا بیت الحجاج سے لگوانے ہوں گے۔ جن کو ابھی تک اطلاعی خطوط نہیں پہنچے ہوں وہ فوری طور پر وزارت مذہبی امور یا بیت الحجاج سے رابطہ قائم کریں۔ وزارت مذہبی امور اور مختلف حج گروپ اور مسلم تنظیموں نے حج کیلئے تربیتی پروگراموں کا آغاز کر دیا ہے' اس میں شرکت کر کے ارکان حج کی اچھی طرح تربیت حاصل کر لیں۔ حج کی روانگی سے قبل ان باتوں کا اہتمام بہت ضروری ہے۔ تجربہ کار حضرات سے معلوم کر کے سفر کیلئے کم سے کم ضروری سامان کا انتظام کریں۔ زیادہ سامان سفر میں مشکلات کا باعث ہوگا۔

شریعت نے ہر عبادت کے آداب مقرر کئے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

"جو شخص آداب میں سستی کرتا ہے وہ سنت سے محرومی کی بلا میں گرفتار ہوتا ہے اور جو سنت میں سستی کرتا ہے وہ فرائض کے چھوٹنے کی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور جو فرائض میں غفلت برتتا ہے وہ معرفت سے محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔"

اس لئے حج کی فرضیت کے فوراً بعد حج کی ادائیگی میں تاخیر کرنا کسی طور پر مناسب نہیں۔ حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ تمام عازمین حج سفر کے طریقہ کار کے سلسلے میں سنت کے مطابق استخارہ کریں اور استخارے کے مطابق سفر کا نظم ترتیب دے لیں۔ حج کے مسائل کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں۔ تلبیہ اور دیگر دعائیں جو ضروری ہیں ان کو یاد کر لیں۔ ایسے ساتھی تلاش کریں جو حج کے سفر میں زیادہ سے زیادہ عبادات کیلئے معاون ہوں۔ علماء کے ساتھ اگر سفر ہو تو حج کے مسائل کے سلسلے میں رہنمائی ملتی رہے گی۔ سفر حج میں اس کا خاص طور پر اہتمام کیا جائے کہ مال حلال ہو۔ حرام رقم سے عبادت حج کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ سابقہ گناہوں کی معافی کے ساتھ ساتھ ایسے تمام افراد سے جن کے حقوق تلف ہو گئے ہوں یا کسی قسم کی ناراضگی ہوگی ہو حقوق معاف کرالیں یا ادا کر دیں۔ خاص طور پر عزیز واقارب کے ساتھ معافی تلافی کروالیں۔ کسی کا قرضہ وغیرہ دینا ہو تو ادا کر دیں یا حج کے بعد کی مہلت لے لیں۔ گھر میں اخراجات دینے کے ساتھ اپنے سفر کیلئے اتنی رقم رکھ لیں کہ وہاں پر کسی سے مانگنے کی ضرورت نہ پڑے۔ سفر سے قبل دو رکعت نماز ادا کر کے گھر سے نکلے۔ گھر سے نکلتے وقت مسنون دعائیں پڑھے اور راستے میں مسنون دعاؤں کا اہتمام رکھے۔ سفر کے آغاز پر اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو امیر مقرر کر لے اور اس کی ہدایات کی روشنی میں سفر کا انتظام کیا جائے۔ سواریوں سے اترنے اور چڑھنے وغیرہ کی دعاؤں کا بھی اہتمام کر لیا جائے۔ نماز باجماعت کا اہتمام ابھی سے شروع کر دیا جائے۔ سنتوں کے اہتمام کے ساتھ ہر اس گناہ اور معصیت کو چھوڑنے کا عزم کرے جس کی وجہ سے حج کی برکات سے محرومی کا اندیشہ ہو۔ یہ تو سفر کے ابتدائی آداب تھے۔ اب احرام اور حج کے طریقے کا آغاز کیا جاتا ہے۔

(جاری ہے)

ملفوظ: مولانا محمد علی جالندھریؒ

علمائے کرام اللہ کے فوجی ہیں

فرمایا: ”ہر ملک اپنی فوج رکھتا ہے جو اس کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے، اس فوج میں شامل ہونے کے لئے ایک مطلوبہ قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر فوجی کو بڑے غور وخوض کے بعد رکھا جاتا ہے، حکومت اس پر خرچ کرتی ہے، اسے ایک نمایاں قسم کی وردی پہناتی ہے، ملک میں ہر جگہ اس کی عزت کرائی جاتی ہے، قوم اسے دیکھ کر کہتی ہے: ”یہ وطن کا محافظ ہے“ اگر وہ فوجی اپنے فرائض دیانت داری سے انجام نہ دے یا غداری کرے، تو کل جو اس کی عزت وشان تھی وہ خاک میں مل جائے گی، کل تک لوگ اسے سلام کرتے تھے آج وہ غداری کے الزام میں جیل کی ہوا کھاتا ہے، یہی حال علماء کرام کا ہے، وہ اللہ کریم کے فوجی ہیں، جنہیں اللہ پاک نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چنا ہے، جس کی انہیں روزی اور عزت ملتی ہے۔“

اب اگر اللہ کریم کے دین پر اندرونی اور بیرونی دشمن حملہ کرتے رہیں اور مولوی چپ رہے تو آپ ہی فیصلہ کیجئے اس مولوی کا اللہ کریم کے ہاں اور امت مسلمہ کے ہاں کیا مقام ہوگا؟ یہی نا کہ وہ اللہ کریم اور مسلمان امت دونوں کا غدار ہوگا اسے عام مجرموں سے زیادہ سزا

مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ملے گی۔ ایک دوسرے مقام پر اس بات کو ایک دوسرے انداز میں فرمایا: آپ دوست ہمیں نصیحت کرتے ہیں کہ ہم علیحدہ نہ کریں اور پُر امن رہ کر دین کی تبلیغ کریں۔ دیکھئے مجھے آپ کی اس بات سے اتفاق ہے مگر پہلے آپ سے ایک فیصلہ کراتا ہوں، ہر ملک اپنے دفاع کے لئے ایک فوج رکھتا ہے اسے اسلحے سے لیس کرتا ہے، ہر فوجی پر ایک عام شہری سے زیادہ خرچ کرتا ہے فوجیوں کو یہ تلقین کبھی نہیں کی جاتی کہ وہ پُر امن ہو کر رہیں، کسی پر حملہ نہ کریں، نہ کسی کو قتل کریں، نہ آبادیاں تباہ کریں، بس وردی پہن کر خوبصورت بن کر پُر امن ہو کر بیٹھے رہیں۔ حتی کہ ان پر کوئی حملہ بھی کرے تو بس شریف اور امن پسند بن کر چپ سادھے مار کھاتے رہیں۔ بے شک دشمن ملک پر قبضہ کر لیں یا قوم تباہ ہو جائے، کیا یہ دانائی کی بات ہوگی؟ ہرگز نہیں۔ اب سنئے! علماء اللہ کریم کے فوجی ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ اللہ کریم کے دین کی سرحدوں کی حفاظت کریں اور جو دشمن جس طرح سے اور جس طرف سے اس پر حملہ آور ہو اس کا مقابلہ کریں۔

اب افسوس یہ ہے کہ آپ وطن کا دفاع کرنے والی فوج کو پُر امن رہنے کی نامعقول تلقین کو نامعقول سمجھ کر نہیں کرتے مگر علماء کو آپ تلقین کرتے ہیں کہ وہ پُر امن رہیں اور دشمن، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج وتخت ختم نبوت پر حملہ کریں یا شب خون ماریں، ہمیں تمہارے الزامات قبول مگر یہ تمہارا خیر خواہانہ مشورہ نامنظور۔

احصنتی النصح لکن لست اسمعہ
ان المحب عن المعزل فی صمم

ترجمہ: ”اے ناصح میں جانتا ہوں تو نے مجھے خالص نصیحت کی میں تو اسے نہیں سنوں گا اور عاشق صادق تو ملامت گروں کی

مکہ مکرمہ: ریلوے پروجیکٹ کے 660 چینی کارکن مسلمان ہوگئے

اسلام کی حقانیت اور سعودی حکام کے حسن سلوک سے متاثر ہوئے، نومسلموں کے اعزاز میں خصوصی تقریب

مکہ مکرمہ (آن لائن) مکہ مکرمہ کو بذریعہ ٹرین مدینہ منورہ سے ملانے کے لئے حرمین ریلوے پروجیکٹ پر کام کرنے والے 660 چینی کارکن اسلام کی حقانیت اور سعودی حکام کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مسلمان ہوگئے۔ اس سلسلے میں نومسلموں کے اعزاز میں مکہ میں ایک خصوصی تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق حرمین ریلوے منصوبے پر 5 ہزار چینی باشندے کام کر رہے ہیں۔ حکومتی ذرائع کا کہنا ہے کہ ان کارکنوں کے قبول اسلام سے چینی کمپنی کو کنٹریکٹ دینے کی مخالفت کرنے والے افراد کے اعتراضات دور ہوگئے ہیں اور توقع ہے کہ ابھی مزید سینکڑوں کارکنان دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ مکہ مکرمہ، جدہ اور مدینہ منورہ کو بذریعہ ریل آپس میں ملانے کے لئے 450 کلومیٹر لائن بچھانے کے منصوبے پر کام شروع کر دیا گیا ہے جس پر 7 ارب ریال لاگت آئے گی۔ یہ ٹرین 320 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلے گی اور مکہ اور مدینہ کا درمیانی فاصلہ دو گھنٹے جبکہ جدہ سے مکہ کا فاصلہ صرف 30 منٹ میں طے ہو سکے گا۔ یہ منصوبہ 2012ء کے وسط تک مکمل ہوگا۔

ملامت سے بہرا ہوتا ہے۔"

دیکھو جس کسان کا کھیت اجاڑا جارہا ہو کیا وہ نہیں چلائے گا؟ مدد کے لئے نہیں پکارے گا؟ وہ کیوں نہ چیخے اور چلائے؟ وہ سردی، گرمی برداشت کرکے اپنے کھیت کو بوتا ہے، رات رات جاگ کر اسے سینچتا ہے، جب وہ پکنے کے قریب آئے اور اس کی امید بندھ جائے، پھر کوئی سنگدل اسے رات کو اجاڑنے آئے تو وہ کیوں نہ چلائے؟

اسی طرح علمائے دین اسلام کے کھیت کے رکھوالے ہیں، ان کی ذمہ داری ہے کہ اسے اسلام کے دشمنوں، چوروں اور ڈاکوؤں سے بچائیں، اگر دین کا کھیت لٹے اور مولوی چپ رہے تو گونگا شیطان، غافل بن کر سویا رہے تو نمک حرام اور اگر دشمنان اسلام کی مداہنت کرے تو بے ایمان ہوکر مرے گا۔ (العیاذ باللہ)

یاد رکھو! جب تک دین پر حملے ہوتے رہیں گے مولوی چلاتے رہیں گے، یہ ان کی مجبوری ہے وہ تو حفاظت دین کے لئے رات کے پہرہ دار کی طرح ہیں:

حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائیں گے کیا؟

ایک بار دوران تقریر نہایت درد بھرے انداز میں فرمایا:

"دیکھو! جو کتا اپنے مالک کے گھر اور مال کی حفاظت کرتا ہے اسے وہ دودھ ڈالتا ہے، اس کی پیار محبت سے پرورش کرتا ہے، ہم مولوی آپ لوگوں کے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں، آپ ہماری پرورش نہ کریں، بس صرف ہمیں زندہ ہی رہنے دیں۔

دیکھو! پرانے وقتوں میں جب دیا سلائی کا عام رواج نہیں ہوا تھا، گھر عورتیں گوبر کے اُپلے سلگا کر انہیں چولہے کی راکھ میں دبا کر رکھ دیتی تھیں، پھر جب انہیں آگ جلانا ہوتی اس اُپلے پر تھوڑا سا پھوس اور ایندھن رکھ کر پھونک مارتیں اور آگ روشن کرلیتیں، اس میں کفایت شعاری بھی تھی، آپ جانتے ہیں اُپلے گندگی کے ہوتے ہیں، مگر سمجھدار لوگ ان سے بھی کام لے لیتے ہیں، آپ حضرات ہم علماء کو اُپلے ہی سمجھ لیں۔

اگر ہم سلگتے رہیں گے تو تمہیں جب آگ روشن کرنے کی ضرورت پڑے گی، ہمیں پھونک مارنا ہم تمہارے لئے آگ روشن کردیں گے، لیکن اگر تم نے ہمیں بجھا دیا یا تمہاری عدم التفاتی سے ہم خود بجھ گئے تو یاد رکھو! لاکھ پھونکیں مارنا، منہ پر راکھ تو پڑے گی مگر آگ نہیں جلے گی، ہمیں بجھنے نہ دو، ہم تمہارے کام آئیں گے، ہم تمہارے غلام ہیں۔"

سالہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تاز بزم ناز یک دانائے راز آید بروں
مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر دور کی تاریخ علماء و عوام کی قربانیوں سے مرقوم ہے: قاضی احسان احمد

کراچی (رپورٹ: ابراہیم حسین) ۱۷ رمضان المبارک متصلاً بعد نماز عصر حلقہ میٹروول سائٹ کی خوبصورت مسجد فاروق اعظم کے وسیع صحن میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے ولولہ انگیز خطاب سے علماء، طلباء اور عوام الناس کے مجمع کو مستفید کیا۔ قاضی صاحب اپنے مخصوص پر جوش، مدلل اور رواں انداز میں عقیدہ ختم نبوت کی گتھیاں سلجھا رہے تھے۔ خطبہ و تمہید کے بعد انہوں نے کہا کہ جب عقائد میں درستگی نہ ہو تو دین کا کوئی کام بھی کار عبث کے زمرے میں داخل ہوگا، جس طرح عمارت بغیر بنیاد کے قائم نہیں ہوسکتی اسی طرح دین کی عمارت بھی بغیر عقیدہ کی تصحیح کے کھڑی نہیں ہوسکتی۔ مسئلہ اور عقیدہ میں بنیادی فرق ہے۔ مسئلہ میں دو رائے کا پایا جانا عیب کی بات نہیں جبکہ عقیدہ میں دوسری راہ تلاش کرنا کفر ہے۔ آپ کو کوئی مفتی، مولانا اور عالم دین یہ نہیں کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت میں نعوذ باللہ دوسرا شریک ہے۔ اسی طرح بحیثیت مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ علیہ السلام کے بعد جو بھی دعویٰ نبوت کرے اس کے کفر میں کوئی کلام نہیں اور اس لعین کو موت کے گھاٹ اتارنا واجب ہے۔ یہی عقیدہ ختم نبوت ہے جس پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع ہوا۔ قاضی صاحب نے اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے جلیل القدر صحابہ میدان جہاد میں اترے، منکرین ختم نبوت اور کذاب وقت کا قلع قمع کیا۔ تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر دور کی تاریخ علماء و عوام کی قربانیوں سے مرقوم ہے۔ جید علماء کرام اپنی جان ہتھیلی اور سر پر کفن باندھ کر نکلے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید جیسے نرم و نازک پھول، چھوٹا اور کمزور جسم، گلی گلی ختم نبوت کے پرچار، تبلیغ چاریار اور قادیانیت کے خلاف ننگی تلوار بن کر نکلے۔ آخر اپنی جان پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام قربان کرڈالی۔ قاضی صاحب نے مزید کہا کہ یہ کاز ہم سے زیادہ مشقت، وقت اور نہ ہی مال مانگتا ہے، اپنے روزمرہ امور کے ساتھ ساتھ اس مشن پر گامزن رہنا چنداں مشکل نہیں، ہمیں صرف اور صرف تین کام کرنے ہوں گے: (۱) اس عقیدہ کی تبلیغ کرنا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ علیہ السلام کے بعد جو نبوت کا دعویٰ کرے، وہ دین سے برگشتہ اور کافر ہے، (۲) قادیانیوں اور مرزائیوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، (۳) قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ۔ آج اگر پاکستان کے سترہ کروڑ عوام میں سے ایک فیصد بھی قادیانی پائے جاتے ہوں تو یہ ہماری غفلت و لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ ہم ان کی مصنوعات استعمال کرکے ان کو تقویت بہم پہنچاتے ہیں۔ قاضی صاحب نے اپنی بات سمیٹتے ہوئے کہا کہ اگر کافر اپنے کفر کی گندگی پھیلاتے ہوئے نہیں شرماتا تو ہم مسلمان ختم نبوت کی خوشبو سے معاشرے کو معطر کرتے ہوئے کیوں شرمائیں؟ اس تقریب سعید میں علاقہ بھر کے علماء کرام نے شرکت فرما کر اپنے اکابرین کی روایت قائم کی جن میں مفتی عابد، مولانا قاری حیات، مولانا مشتاق، مولانا فیض ربانی اور مولانا قاری فہیم قابل ذکر ہیں۔ مختلف مدارس کے طلبا بھی علماء کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آئے۔ جن میں اراکین ختم نبوت میں سے محمد عاصم، سراج الحق، اویس احمد، محمد ریحان اور حافظ محمد سجاد پہلے کی طرح جذبہ ختم نبوت سے سرشار دکھائی دیئے۔ کالج کے طالب علم یاسر خان اور افتخار احمد بھی دعوت پر تشریف لائے تھے۔ قاضی صاحب کی پر خلوص دعا کے ساتھ مجلس اختتام کو پہنچی۔

مولانا اسرار الحق صاحبؒ کا سانحہ ارتحال

شبیر احمد غوری القادری، حسن ابدال

عیدالفطر کے روز علی الصبح ہزارہ ڈویژن ضلع مانسہرہ کے معروف موضع اچھڑیاں میں واقع جامع مسجد فاروق اعظمؓ و مدرسہ تعلیم القرآن کے امام و خطیب اور مہتمم حضرت مولانا اسرار الحق صاحب وفات پاگئے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نیک لوگوں کی موت بھی بڑی عجیب ہوا کرتی ہے اور ہونی بھی چاہیے جیسا کہ ان کی زندگی بھی دوسرے لوگوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ مولانا اسرار الحق صاحب نے عید کے دن دستور کے مطابق صبح کے وقت نئے کپڑے زیب تن کئے، قرآن مجید اٹھایا اور عیدالفطر کا خطبہ دینے گھر سے مسجد کو چل دیئے، مسجد پہنچ کر ممبر پر تشریف فرما ہوئے، تقریر کر رہے تھے: یاایتھا النفس المطمئنۃ... الخ آیات تلاوت فرمائی، انہی آیات کی تفسیر وتشریح پر اپنا بیان ختم فرمایا، دعا فرمائی کہ اللہ ہمیں بھی نفس مطمئنہ اور اپنے نیک بندوں کے ساتھ جنت کا داخلہ نصیب فرمائے کہ اچانک وہ گھڑی کل نفس ذائقۃ الموت آ پہنچی، حضرت مولانا نے ممبر سے ٹیک لگائی، ہاتھ میں خداوند کریم کا پاک کلام تھا اس کو اپنے سینے پر مضبوطی سے رکھا، لوگوں نے اپنے محبوب امام کو ہاتھوں پر اٹھایا گھر لے گئے، مولانا اسرار الحق صاحب اس دنیا کو خیر باد کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ علاقے میں کہرام مچ گیا، پورا علاقہ اور پورا گاؤں مولانا کے اس اچانک رحلت سے عجیب کیفیت میں مبتلا ہوگیا۔ مرد، عورتیں، بچے، جوان سب کے سب عید کی خوشیاں بھول کر مولانا کے غم میں ڈوب گئے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کریں، اس لئے کہ سب کچھ اور تمام معاملات کو سنبھالنے والے تو مولانا ہی تھے۔ بڑی مشکل سے لوگوں کو کنٹرول کیا گیا عمران استاذ صاحب کے فرزند مولانا احمد علی نے عید کی نماز پڑھائی تمام تر خوشیاں غم میں تبدیل ہوگئیں اور رونقیں افسردہ، روشنیاں مدھم ہوگئیں، تقریباً چھ بجے شام صوبہ سرحد کے ممتاز عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا سید غلام نبی شاہ دامت برکاتہم کی اقتداء میں مولانا کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور یوں دن کے رخصت ہوتے ہوئے ان آخری لمحات میں مولانا اپنے پیاروں کی موجودگی میں انکی کے ہاتھوں میں اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ اللہ ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق مولانا کے جنازہ میں چالیس ہزار کے لگ بھگ لوگ تھے جس میں علماء کرام، سیاستدان اور اہل علاقہ کے معززین شامل تھے، مولانا موصوف کو جہاں علماء کی صف میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا وہاں سیاسی سطح پر بھی ان کی شخصیت اہمیت کی حامل تھی۔ مولانا خدا پرست انسان تھے، تہجد، اشراق، اوابین وغیرہ کا اہتمام فرماتے تھے۔ تلاوت قرآن کا معمول تھا، مولانا نے امامت، خطابت اور خدمت قرآن کے فرائض تادم آخر للہ فی اللہ سرانجام دیئے۔ مولانا کے رخصت ہونے سے جہاں علمی، سیاسی میدان میں خلا پیدا ہوا، وہاں قرآ حضرات کی صف میں بھی ایک بڑی جگہ خالی ہوئی، کیونکہ مولانا ایک جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین قاری بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

اس موقع پر مولانا مرحوم کے برادران مولانا عزیز الحق اور مولانا شمس الحق مشتاق صاحب سے جہاں شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی صاحب جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، حضرت مولانا عبدالحق خان بشیر، مولانا عبدالقدوس قارن فرزندان امام اہل سنت شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، مولانا اقبال اللہ صاحب مہتمم جامعہ عثمانیہ معین آباد کراچی، مولانا محمد تسلیم غوری مہتمم جامعہ معہد القرآن پرانا گولیمار کراچی اور ملک کے دیگر بڑے سیاسی وعلمی حضرات نے تعزیت کی، وہاں راقم الحروف اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جملہ حضرات وکارکنان ان کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور ہم اللہ سے دعا گو ہیں کہ اللہ کریم ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مولانا موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆ ☆☆

www.khatm-e-nubuwwat.com

لا نبی بعدی

ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادیؐ

ختم نبوت کانفرنسز کوئٹہ

مفکر ختم نبوت یادگار اسلاف
حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ
ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

مبلغ ختم نبوت
حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مدظلہ
ناظم تبلیغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

زیر صدارت:
حضرت مولانا عبدالواحد صاحب
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان

شاہین ختم نبوت، مناظر اسلام
حضرت اقدس مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان

حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ
رحیم یار خان

حضرت مولانا عزیز الرحمن ثانی مدظلہ
لاہور

حضرت مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ
مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی

۳۰ اکتوبر ۲۰۰۹ء
بروز جمعہ بعد نماز مغرب
جامع مسجد سرکول نواں کلی کوئٹہ

۳۱ اکتوبر ۲۰۰۹ء
بروز ہفتہ بعد نماز مغرب
جامع مسجد سرکول، سیٹلائٹ ٹاؤن کوئٹہ

یکم نومبر ۲۰۰۹ء
بروز اتوار بعد نماز مغرب
جامع مسجد طوبیٰ روڈ کوئٹہ

۲ نومبر ۲۰۰۹ء
بروز پیر بعد نماز مغرب
مرکزی مسجد لورالائی

۳ نومبر ۲۰۰۹ء
بروز منگل بعد نماز مغرب
مرکزی مسجد ژوب

مقامی علما کرام: حضرت مولانا انوار الحق حقانی رکن مرکزی مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا قاری عبداللہ منیر صوبائی نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی صوبائی ناظم نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضرت مولانا عبدالباقی شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم، حضرت مولانا عبداللہ مسلم خطیب جامع مسجد طوبیٰ، حضرت مولانا غلام غوث آر بانوی، حضرت مولانا محمد یوسف نقشبندی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ بلوچستان

شعبہ نشر و اشاعت: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت آرٹ اسکول روڈ کوئٹہ فون:081-2841995، سیل:0300-7518534

انسانیت سے وحشت!

مولانا شمس الحق ندوی

اس کائنات میں جب سے انسان کا وجود ہوا ہے، انسان برابر مادی وسائل و ذرائع میں ترقی کے مراحل طے کرتا رہا ہے، تہذیب وتمدن بنتے اور بگڑتے رہے ہیں، قوموں کا عروج و زوال ہوتا رہا ہے، انسان کو اس کے خالق نے ایسی صلاحیتیں عطا کی ہیں کہ وہ اپنی کاوش کے ذریعہ اپنے راحت و آرام کے لئے، اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے لئے اسباب و وسائل ایجاد کرتا رہا ہے، یہ قوت و طاقت اس کے اندر فطری طور پر ودیعت کردی گئی ہے، اس کے لئے اسے ترغیب کی ضرورت نہیں پیش آئی وہ از خود اس راہ پر چلتا رہا ہے اور آج بھی پوری تیزی کے ساتھ چل رہا ہے۔

البتہ انسان ہمیشہ اس بات کا محتاج رہا ہے کہ اس کو ان چیزوں کے استعمال اور ان سے فائدہ اٹھانے کے وہ اصول و احکامات بتائے جائیں، جن کی روشنی میں چل کر وہ ایسی زندگی گزارے جس میں کالے گورے، امیر وغریب کے فرق کو مٹا کر سب کو باعزت زندگی گزارنے کا حق حاصل ہو اور اس کو یہ باور کرایا جائے کہ اس کی یہ زندگی عارضی اور ناپائیدار ہے، اس زندگی کے بعد ایک ایسی زندگی شروع ہونے والی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہے، لہٰذا انسان اس عارضی زندگی کے جھمیلوں، اس کی فوری اور نقد لذتوں کے حصول میں ان اصولوں کی رعایت کرے، جن کی رعایت کرنے سے بعد والی دائمی اور ابدی زندگی میں ہمیشہ ہمیشہ کا چین و آرام نصیب ہو، جس کا ان اصولوں کی پابندی کے صلہ میں اس سے وعدہ کیا گیا ہے۔

یہ اصول انسانوں کو ان بلند کردار اور محب انسانیت لوگوں کے ذریعہ پہنچائے جاتے ہیں، جن کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے اور اس کی آخری کڑی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کے پیغام اور جن کی کتاب زندگی کا ایک ایک ورق انسانوں کی راہنمائی کے لئے قیامت تک کے لئے محفوظ کردیا گیا ہے، اس روئے زمین پر آنے والے سارے نبیوں کی تعلیمات، صحیفے اور کتابیں مٹ گئیں اب ان کا کوئی حصہ اپنی صحیح شکل میں محفوظ نہیں رہا، اب جو مذاہب پائے جاتے ہیں وہ بعد کے لوگوں کی من مانی تشریح اور ایسی تحریف وتبدیلی کے ساتھ پائے جاتے ہیں جو ان کی خواہشات نفسانی سے میل کھاتے ہوں، نبیوں کی تعلیم سے ان کا کوئی بھی تعلق نہیں، اسی لئے آج کے بگڑے ہوئے ماحول میں اور تیزی کے ساتھ گراوٹ و پستی کی طرف بھاگنے والے انسانوں کے غول کے لئے ان سے کوئی روشنی نہیں ملتی ہے۔

اب اگر انسانوں کے لئے کوئی راہنما کتاب اور عملی مثالیں اور نقوش موجود ہیں تو وہ قرآن کریم اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تربیت یافتہ، آپ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں، آپ کا لایا ہوا یہ نظام حیات اسلام کے نام سے اور اس کو ماننے اور اس کی طرف بلانے والے لوگ مسلمان کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔

لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اسی نظام زندگی کو انسانیت کے لئے سب سے زیادہ نقصان دہ اور اس نظام زندگی کو ماننے اور اپنانے والوں کو سب سے بڑا مجرم گردانا جارہا ہے، اور ان کو ناکام ثابت کرنے کے لئے آج کا میڈیا عالمی پیمانے پر سرگرم عمل ہے، اس نظام زندگی اور اس کے ماننے اور اپنانے والوں کو ایسا خوفناک بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ذرائع ابلاغ اور نشر واشاعت کی پوری طاقت کو اس پر اس طرح لگا دیا گیا ہے کہ جیسے انسانیت کی کامیابی اور فلاح کا یہ راستہ ہی انسانیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے اور حیرت تو اس پر ہوتی ہے کہ آج اس ترقی یافتہ اور بے شمار ذرائع معلومات کے دور میں اسلام اور مسلمان دشمنی میں بلکہ یوں کہئے کہ انسان دشمنی میں ایسی باتیں کہی جاتی ہیں، جن کا کوئی سر پیر نہیں۔

بعض لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں رفاہی کاموں کے کرنے کا کوئی جذبہ نہیں ہوتا، یہ کتنی بعید از حقیقت بات ہے، اسلامی تعلیمات میں دوسروں کی راحت رسانی کے لئے خرچ کرنے پر جتنا زور دیا گیا ہے کسی اور مذہب میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، یہاں تو ہر مسلمان پر جس کے پاس ایک متعین مقدار میں مال موجود ہو اور سال بھر موجود رہے، اس میں سے ایک مقررہ مقدار نکالنا اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرنا فرض ہے۔ ہمارے موجودہ قانون میں تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مقروض ہے اور قرض نہیں ادا کرسکتا تو قرض دینے والا اس پر مقدمہ دائر کرکے قرض مع سود در سود وصول کرنے کا فیصلہ عدالت سے لے لے گا اور اس شخص کے پاس مکان، جائیداد جو کچھ بھی ہوگا بیچ کر اپنا مطالبہ حاصل کرے گا، چاہے مقروض کے بچے بھوکوں مریں اور مسلمانوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تم قرض دار کو مہلت دو جب اس کے حالات درست ہوجائیں تب وصول کرو اور وہ بھی صرف اصل، سود کا تو کوئی سوال ہی نہیں، مزید یہ شوق دلایا جاتا ہے کہ اگر قرض دار پریشان حال ہو تو اسے معاف کردو تو یہ تمہارے لئے اور بہتر ہے، یہی نہیں

بلکہ زکوٰۃ جو اسلام میں ہر صاحب حیثیت مسلمان پر فرض ہے وہ زکوٰۃ اس شخص کو بھی دی جاسکتی ہے جو قرض کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے تاکہ وہ اپنا قرض ادا کر سکے، یہ صرف مثال اور نمونہ ہے دوسروں پر خرچ کرنے کی اسلامی تعلیمات کا، اس کی تفصیلات تو حیرت انگیز ہیں، مثلاً مسلمان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر تم کوئی کنواں بنوادو، باغ لگوادو، ہسپتال کھول دو، جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے تو جب تک یہ چیزیں باقی رہیں گی تم کو ثواب ملتا رہے گا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں اوقاف کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے اور مسلمانوں نے جو رفاہی کام کئے ہیں وہ مستقل مضمون بلکہ کتاب کے متقاضی ہیں اور اس وقت علاوہ رفاہی کاموں کے مسلمانوں کے جو بڑے بڑے ادارے اور مختلف سوسائٹیاں قائم ہیں وہ کس بات کا ثبوت ہیں پھر بھی یہ کہنا کہ مسلمانوں میں رفاہی کاموں کا جذبہ نہیں ہوتا، کیا سورج کو کالے توے سے تشبیہ دینے کے مترادف نہیں؟ اور اس سب کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں میں احساس کمتری پیدا ہو، ان کی نئی نسل اپنے کو دنیا کی پست ترین اور ذلیل ترین قوم کا فرد سمجھ کر اپنے کو ہر ذلت کے برداشت کرنے کا مستحق سمجھے۔

حیرت جدید تعلیم یافتہ مسلم طبقہ پر ہوتی ہے جو اس بے سروپا پروپیگنڈے سے متاثر ہوتا ہے اور اپنی حقیقت کو جاننے پہچاننے کی فکر کرنے کے بجائے مغرب اور مغربی تہذیب پر فریفتہ ہوتا ہے، ایسے ہی یہ بات بھی بڑے زور وشور سے کہی جاتی ہے کہ قرآن میں صرف مار، کاٹ کا حکم ہے حالانکہ یہ اسلام کی وہ دفعہ ہے جو کسی بھی قانون میں باغیوں اور قانون شکنی کرنے والوں کے لئے ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ قدرتی چیزوں میں سے جو چیزیں انسانوں کے لئے مفید ہیں اور مفید بنائی جاسکتی ہیں ان کا قرآن مجید یا اسلامی تعلیمات میں کہیں ذکر نہیں، یہ کیسی بے خبری کی بات ہے، جس کا پروپیگنڈا کر کے اسلام و مسلمانوں کو بدنام کیا جاتا ہے، قرآن کریم اور قرآن کریم لے کر آنے والے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ان چیزوں کا بکثرت ذکر ہے، قرآن کریم کہتا ہے:

"وانزلنا الحدید فیه بأس شدید و منافع للناس"

آج دنیا نے مشینری کی جتنی بھی ترقی کی ہے، ایک سوئی سے لے کر جمبوجٹ تک کیا، اس آیت میں اس کی طرف اشارہ نہیں، اسی طرح سے پھل فروٹ، غلے، انسانوں کو راحت پہنچانے والے جانور، آسمان سے اترنے والی بارش، پہاڑ، دریا سب ہی کا تو قرآن مجید میں ذکر ہے، پھر یہ کہنا کہ قرآن کریم ان چیزوں کا تذکرہ نہیں کرتا کتنی دیدہ دلیری کی بات ہے۔ ☆☆☆

اہل خیر کے دستِ سخا کے منتظر!

جامعہ نعمت الرحیم حسین آگاہی، ملتان

جو اللہ تعالیٰ کے منتخب اور محبوب بندے حضرت شیخ القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی رحمہ اللہ کی یادگار ہے۔

یہ ادارہ جس عمارت میں قائم ہے اس کی خستگی اور بوسیدگی تعمیر جدید کا تقاضا رکھتی ہے

اور کسی دستِ سخا کی منتظر ہے، پہلی منزل کا تخمینہ لاگت پندرہ لاکھ (15,00,000) روپے ہے

کہاں ہیں وہ نیک بخت! جو خیرات، عطیات، صدقات اور زکوٰۃ کی صورت میں قرآن مجید کی تعلیم واشاعت میں زیادہ سے زیادہ مالی تعاون کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مقدس جماعت کی پیروی اور ان سے نسبت کا شرف حاصل کریں اور اپنے ہر مالی تعاون پر کثیر اجر و ثواب پائیں۔

امید ہی نہیں یقین ہے کہ آپ بحیثیت مسلمان وصاحب ایمان، اس سعادت عظمیٰ کے حصول کی خواہش رکھتے ہوں گے۔ زندگی کے لمحات کو غنیمت سمجھیں اور خیرات، صدقات وزکوٰۃ کی صورت میں مالی تعاون کے لئے جلد از جلد رابطہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ سے اس ادارے سمیت، تمام دینی اداروں کے منتظمین، متعلقین، مدرسین ومعاونین کے لئے استقامت وقبولیت کی دعا فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزا

ترسیل زر کا پتہ: قاری عبدالرحمن رحیمی مہتمم جامعہ نعمت الرحیم، عقب رحیم سینٹر حسین آگاہی، ملتان

اکاؤنٹ نمبر 212462 نیشنل بینک سٹی برانچ چوک حسین آگاہی، ملتان فون: 061-454703، سیل: 0334-9637915

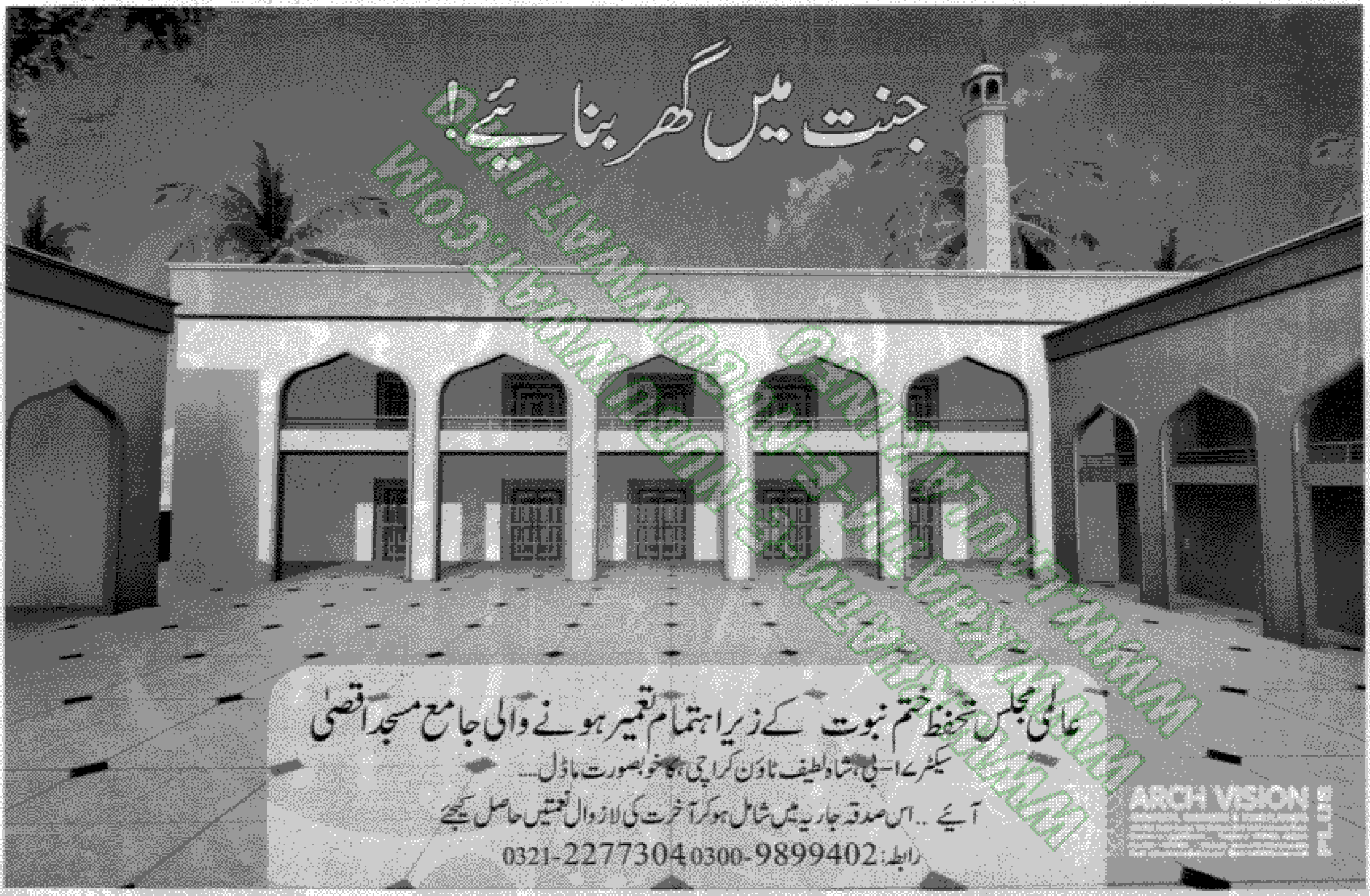
جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۷۔اے بی شاہ لطیف ٹاؤن کراچی کا خوبصورت ماڈل....
آیئے.. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304
ARCH VISION PLUS

لانبی بعدی

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا!

وائے ناکامی

نماز اچھی روزہ اچھا حج اچھا زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا!

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت میں ترمیم حضور خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت سے محرومی کا باعث ہے

قانون تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ میں حکومت کوئی ترمیم نہ کرے

اہلِ ایمان پاکستان اِس کو کبھی برداشت نہیں کریں گے

حکمرانوں سے دردمندانہ اپیل

سرکاری حکام اور ارباب حل وعقد سے اپیل ہے کہ وہ عقیدہ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے وفادار بن کر رہیں اور کسی عہدہ کے لالچ یا دنیا کی عارضی عزت کے بدلے خاتم النبیین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے وفائی کرتے ہوئے منکرین ختم نبوت اور گستاخان رسول کی حوصلہ افزائی نہ کریں۔

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت ملتان، پاکستان
061-4514122, 042-5862404

عکاظ پرنٹرز لاہور 042-37574180

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO